Title - Tazkira Masnafeen Dehli.

Creator - Sheikh Abdul Haq Muhaddis Dehelvi.

Publisher - Maitba Tareekh (Hyderabad).

Date - N.A.

Pages - 50

Subject - Tazkira Masnafeen - Dehli.

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

المتولد ۹۵۸ھ والمتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ

از زمان ابتدائے فتح اسلام تا انتہائے الف عاشر

بسعی واہتمام اقل العباد

حکیم سید شمس اللہ قادری

بانضمام تذکرۂ احوال مصنف و تعلیقات توضیحی

در مطبع تاریخ در بلدہ حیدرآباد دکن بطبع رسید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنفین دہلی کا تذکرہ اور شاہ صاحب کے تصنیفات کی فہرست

ان دونوں کا مطبوعہ متن راقم الحروف کے ذاتی مخطوط پر مبنی ہے۔ محمد شاہ
بادشاہ دہلی کے آٹھویں سال جلوس میں بہ مقام شاہ جہاں آباد اسکی
کتابت ہوی ہے۔ خط شکستہ ہے جس کے باعث بعض عبارتیں صاف
صاف نہیں پڑھی جاتی ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ کے مخطوط سے ایسے مشکوک
مقامات کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور دو تین جگہ کچھ عبارتیں بھی اس سے
اضافہ کی گئی ہیں۔

ہم نے تراجم احوال کی توضیح و تشریح کیلئے حواشی میں کتابیات کا
اضافہ کر دیا ہے اس سے ناظرین کے لئے مزید معلومات کے مہیا کرنے
میں بڑی سہولت ہو گئی ہے اور وہ اس کی مدد سے تمام تراجم

مختلف کتابوں سے بہ آسانی نکال سکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سرجان
الیٹ نے اس کے مختلف حصے انگریزی میں ترجمہ کئے ہیں جو
ان کی تاریخ ہندوستان کی جلد ششم میں صفحہ (۴۸۳) سے صفحہ (۴۹۱)
تک چھپے ہیں۔ ان کے ساتھ متن مطبوعہ کو مطابق کرنے کیلئے
دونوں کے شمار صفحات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

انگریزی ترجمہ جلد ششم	آغاز صفحہ		مطابق بہ متن مطبوعہ	صفحہ		سطر	
انگریزی ترجمہ جلد ششم	آغاز صفحہ	۴۸۳	مطابق بہ متن مطبوعہ	صفحہ	۶	سطر	۵
	"	۴۸۴	"	"	۶	"	۱۲
		۴۸۵	"	"	۹	"	۴
		۴۸۶	"	"	۱۲	"	۳
		۴۸۷	"	"	۱۴	"	۱
		۴۸۸	"	"	۱۷	"	۳
		۴۸۹	"	"	۱۹	"	۳
		۴۹۰	"	"	۲۰	"	۷
		۴۹۱	"	"	۲۶	"	۱۹

تا اختتام بالاختصار

شیخ عبدالحق بن سیف الدین الترک الدہلوی البخاری

المتولد سنہ ۹۵۸ھ — المتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ

دربار اکبری کے مشہور مورخ ملا عبدالقادر بدایونی سب سے پہلے مصنف ہیں جنھوں نے شاہ صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب منتخب التواریخ سنہ ۱۰۰۴ھ میں تمام کی ہے اس وقت شاہ صاحب نے اپنی زندگی کے چھیالیس سال ختم کر لئے تھے اور اس کے بعد اڑتالیس سال اور زندہ رہے۔ ملا صاحب نے شاہ صاحب کو کمال تعظیم و توقیر کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اپنی زندگی کے اوایل ایام ہی میں مشہور اور مرجع جمہور ہو گئے تھے۔

ملا صاحب کے علاوہ شاہ صاحب کے دیگر معاصرین سے ملا محمد صادق ہمدانی ملا عبدالحمید لاہوری اور ملا محمد صالح کنبوہ نے بھی اپنی تصنیفات میں آپ کے حالات لکھے ہیں۔ خصوصاً محمد صادق نے کمال عقیدت و ارادت کے ساتھ شاہ صاحب کا ذکر کیا ہے[1]

---

[1] ملا محمد صادق نے سنہ ۱۰۲۳ھ میں کلمات الصادقین اور اس کے دس سال بعد سنہ ۱۰۳۳ھ میں طبقات شاہجہانی لکھی ہے۔ ملا عبدالحمید کے بادشاہ نامہ کا دور اول جس میں شاہ صاحب کے حالات مرقوم ہیں سنہ ۱۰۴۶ھ میں تمام ہوا۔ ملا محمد صالح نے سنہ ۱۰۷۰ھ میں شاہجہاں نامہ تصنیف کیا ہے جو عمل صالح کے نام سے مشہور ہے اور اس کے ختم ہونے سے اٹھارہ سال پہلے شاہ صاحب نے وفات پائی۔

اور ان دوستانہ تعلقات کی صراحت بھی کی ہے جو اس کے اور شاہ صاحب کے مابین قائم تھے

خاندانی حالات خود شاہ صاحب نے اخبار الاخیار کے خاتمہ میں اپنے خاندانی کوائف تحریر کیے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اجداد ماوراء النہر کے رہنے والے تھے بخارا میں ان کی سکونت تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی (۶۹۵ھ – ۷۱۶ھ) کے عہد میں ہندوستان میں آئے دہلی میں بود و باش اختیار کی[۱]۔ اور شاہ صاحب ۹۵۸ھ میں اسی جگہ پیدا ہوئے[۲]۔ اس وقت

ولادت اور تحصیل علم سوری خاندان کا فرمانروا اسلام شاہ بن شیر شاہ برسر حکومت تھا ۹۶۳ھ میں جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تخت نشین ہوا تو شاہ صاحب نے اپنی عمر کے آٹھ سال ختم کر لئے تھے اور تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا تھا۔ شاہ صاحب تقریباً بارہ سال اپنے والد بزرگوار کے یہاں تحصیل علم میں مشغول و مصروف رہے ۹۷۸ھ میں علوم متداولہ کو تمام کر لیا۔ اور بیس سال کی عمر میں تکمیل علم سے فراغت حاصل کر لی۔

فتح پور کا قیام۔ اس زمانہ میں فتح پور دار السلطنت تھا۔ شاہ صاحب دہلی سے یہاں تشریف لائے اور کچھ عرصہ ملک الشعرا شیخ فیضی اور خواجہ نظام الدین احمد ہروی کی مصاحبت میں بسر فرمایا۔

شیخ جمال الدین موسی کی بیعت ۹۸۵ھ میں شیخ جمال الدین ابی حامد موسی بن حامد بن عبد الرزاق بن عبد القادر بن محمد بن علی بن مسعود بن احمد بن صفی بن عبد الوہاب بن غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضہ کے مرید ہوئے اور اسی سال ۲۳ شوال کو طریقہ قادریہ کے ارشاد و تلقین کی ان سے اجازت حاصل کی[۳]

حرمین شریفین کا سفر شاہ صاحب نے ۹۹۶ھ میں حج بیت اللہ کا ارادہ کیا[۴]۔ دہلی سے روانہ ہو کر گجرات میں آئے۔ اس زمانہ میں خواجہ نظام الدین احمد گجرات کے میر بخشی تھے ان کی

---

۱ اخبار الاخیار ص ۲۸۳ ۲ مآثر الکرام ص ۲۰۱ سبحۃ المرجان ص ۵۲ ۳ منتخب التواریخ دیکھو ضمیمہ اول

۴ زبدۃ الآثار خاتمہ کتاب ص ۱۳۴ ۵ اخبار الاخیار ص ۳ طبقات شاہجہانی اسکے لئے دیکھو ضمیمہ دوم

سعی و کوشش سے جہاز کا انتظام ہو گیا[۱]۔ اسی سال مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج بیت اللہ سے فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد اور کم و بیش تین سال مکہ معظمہ میں مقیم رہے

شیخ عبدالوہاب متقی — اس زمانہ میں شیخ عبدالوہاب متقی مکہ معظمہ میں مرجع خاص و عام بنے ہوئے تھے یہ بزرگ شیخ علی متقی کے شاگرد اور خلیفہ اعظم تھے۔ ہندوستان وسطی کے مشہور شہر شادی آباد منڈو میں آپ کی ولادت ہوئی تھی کسی وجہ سے ترک وطن کرکے برہان پور آئے۔ یہاں سے روانہ ہو کر گجرات کھنبار اور سرندیب کا سفر کیا۔ ۹۶۳ھ میں زیارت حرمین شریفین کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ علی متقی سے ملاقات ہوئی اور ان کے درس میں شامل ہو کر حدیث و فقہ اور دیگر علوم شرعیہ کو حاصل فرمایا۔ مسلسل بارہ سال تک شیخ کی خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر فیض یاب ہوتے رہے۔ ۹۷۵ھ ہجری میں شیخ علی متقی کا انتقال ہو گیا تو ان کے جانشین قرار پائے اور اپنے استاد و مرشد کے مثل چھبیس سال تک حرم کعبہ میں حدیث تفسیر اور دیگر علوم دینیہ کا درس دیتے رہے[۲]

شیخ عبدالوہاب سے تلمذ — شاہ صاحب مکہ معظمہ میں پہنچنے کے بعد شیخ عبدالوہاب کے حلقہ درس میں شریک ہو گئے اور قریباً ڈھائی سال فیض حاصل کرتے رہے۔ اس عرصہ میں علم حدیث کی تکمیل اور صحاح ستہ کی سند حاصل کی۔ ۹۹۸ھ میں مدینہ طیبہ کا سفر کیا۔ روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے اسی زمانہ میں جذب القلوب کو لکھنا شروع کیا[۳]

ہندوستان کو واپسی — ۹۹۹ھ کے اوائل میں ہندوستان واپس آنے کا ارادہ کیا[۴]۔ اسی زمانہ میں حاجی بیگم حج و زیارت سے فارغ ہو کر واپس ہو رہی تھیں۔ شاہ صاحب ان کے ہمراہ ہو گئے اور جہاز سے اتر کر بیگم کی معیت میں آگرہ تشریف لائے[۵]۔

۱؎ منتخب التواریخ دیکھو مقدمہ اول ۲؎ شیخ عبدالوہاب کے حالات دیکھو زاد المتقین کے مقصد ثانی میں اور اخبار الاخیار میں ص ۲۵۰ ۳؎ جذب القلوب ص ۱۲ ۴؎ اخبار الاخیار ص ۲۶۱ ۵؎ منتخب التواریخ ضمیمہ اول

سنہ ۱۰۰۲ھ میں ملک الشعرا شیخ فیضی نے دکن سے مراجعت کی اور جب لاہور پہنچا تو[1]
وہاں سے کئی خطوط شاہ صاحب کو لکھے اور انھیں اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔
لیکن شاہ صاحب نے اس صحبت کو نامناسب خیال فرمایا اور عذر آمیز جواب دے کر
لاہور آنے سے انکار کر دیا[2]

خواجہ محمد باقی نقشبندی سے بیعت | سنہ ۱۰۰۸ھ میں خواجہ قطب الدین محمد باقی دہلی میں تشریف فرما
ہوئے تو شاہ صاحب بھی اُن کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے۔ کمال خلوص و
اعتقاد کے ساتھ آپ کے ارادت مندوں میں شریک ہو کر طریقہ نقشبندیہ کے ارشاد و ہدایت
کی اجازت حاصل کی[3] سنہ ۱۰۱۲ھ میں خواجہ صاحب کا انتقال ہو گیا[4] تو شاہ صاحب نے گوشہ نشینی
اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کو اپنا مشغلہ قرار دیا۔[5]

شہنشاہ جہانگیر کی ملاقات | شہنشاہ جہانگیر اپنے جلوس کے چودھویں سال سنہ ۱۰۲۸ھ میں کشمیر جاتے
ہوئے دہلی میں وارد ہوا تو اس نے شاہ صاحب سے ملاقات کی اور اپنی تزک میں آپ کے
فضل و کمال اور توکل و تجرد کا تذکرہ کیا[6]

وفات | شاہ صاحب نے اکبر و جہانگیر دو بادشاہوں کے زمانے دیکھے۔ شاہ جہاں کے
اواسط عہد میں جلوس کے سولھویں سال سنہ ۱۰۵۲ھ کو بہ مقام دہلی انتقال فرمایا۔[7] روضہ
خواجہ بزرگ شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے جوار میں حوض شمسی کے کنارے مدفون ہوئے
معتقدین نے مزار پر سنگ و خشت کا گنبد بنوا دیا جو اس وقت بھی موجود ہے۔ اور اسکی
کیفیت مرحوم سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں لکھی ہے[8]

۱؎ منتخب التواریخ صہ ۲۷۱
۲؎ منتخب التواریخ صہ ۲۱۸
۳؎ طبقات شاہ جہانی۔ دیکھو ضمیمہ دوم
۴؎ خزینۃ الاصفیا۔ جلد اول صہ ۶۰۲
۵؎ طبقات شاہ جہانی۔ دیکھو ضمیمہ دوم
۶؎ توزک جہانگیری صہ ۲۸۵
۷؎ ماثر الکرام صہ ۲۰ سبحۃ المرجان صہ ۵۲
۸؎ آثار الصنادید باب سوم صہ ۶۳

شاہ صاحب اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم اور مصنف تھے۔ خصوصاً حدیث و سیر میں آپ کے پایہ کا عالم اس وقت ہندوستان میں موجود نہیں تھا آپ کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ سفر حرمین کے بعد شروع ہوتا ہے۔ سنہ ۹۹۶ھ اور سنہ ۱۰۵۲ھ کے مابین مسلسل پچپن سال تک شاہ صاحب شغل تصنیف و تالیف میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس عرصہ میں علم حدیث، سیر، تصوف اور علما و صلحا کے تراجم احوال پر بہت سی مفید و کارآمد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جنکی تعداد ایکسو سے زیادہ ہے منجملہ ان کے بعض مشہور اور متداول کتابوں کے نام یہ ہیں۔

زبدۃ الآثار شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف بابن جہضم الہمدانی مجاور حرم کعبہ نے سنہ ۶۶۰ھ کے حدود میں ایک کتاب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشائخ الابرار کے نام سے لکھی اور اس میں چالیس مشائخ ابرار اور صوفیائے کبار کے مناقب و احوال تحریر کئے۔ جناب غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب سے اس کی ابتدا کی اور اس شرح و بسط کے ساتھ اسے لکھا کہ کتاب کا نصف حصہ اس سے معمور ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اس کتاب سے صرف جناب غوث الثقلین کے مناقب منتخب کئے اور انھیں زبدۃ الآثار کے نام سے موسوم کیا۔ اس انتخاب میں کسی جگہ بھی سنہ تالیف کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اخبار الاخیار ص ۲ میں اس کا ذکر آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب سنہ ۹۹۹ھ سے پہلے تالیف ہوئی ہے۔

اخبار الاخیار فی اسرار الابرار شاہ صاحب نے سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد سنہ ۹۹۹ھ کے اخیر ایام میں اس کتاب کو ختم فرمایا اور سنہ ۱۰۰۰ھ میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی[1] اس میں ان مشاہیر

[1] اخبار الاخیار دیباچہ ص ۱۲۔ ڈاکٹر ریو نے فارسی مخطوطات برٹش میوزیم ص ۳۵۵ میں اخبار الاخیار کا ۱۰۲۵ھ سنہ تالیف بتایا ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ شاہ صاحب نے ان کی تاریخ تصنیف ذکر الاولیا سے نکالی ہے۔

صلحاء و علماء کے حالات مذکور ہیں جو ابتداء فتح اسلام سے الف عاشرہ کے اختتام تک سرزمین ہندوستان میں گذرے ہیں۔ خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی کے تذکرہ سے اسکی ابتدا کی ہے اور جملہ تراجم کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

طبقہ اول اس میں خواجہ بزرگ معین الدین چشتی اور ان کے خلفاء و مریدوں کا بیان ہے۔

طبقہ دوم۔ اس میں شیخ فرید الدین گنج شکر اور اُن کے معاصرین و مریدین کا تذکرہ ہے۔

طبقہ سوم۔ اس میں شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے زمانہ سے تالیف کتاب تک مشاہیر ہر قرن کے حالات ہیں۔

ان طبقات کی ابتدا میں جناب غوث الثقلین شیخ الاسلام محی الدین عبد القادر جیلانی رح کے مناقب و محامد مذکور ہیں آخر میں اپنے اسلاف کا تذکرہ اور خود اپنے بعض واقعات ۹۹۵ھ تک بیان کیے ہیں۔

جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب مدینہ طیبہ کی جغرافیائی تاریخ ہے۔ علامہ نور الدین علی بن عفیف الدین عبد اللہ بن احمد الحسینی السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ نے ایک کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ کے نام سے ۸۸۶ھ میں بمقام مدینہ منورہ لکھی اور ۸۸۸ھ میں مکہ معظمہ میں مسودہ صاف کیا۔ ۸۹۳ھ میں اس کا انتخاب کیا اور اس کا نام خلاصۃ الوفاء رکھا۔ شاہ صاحب نے وفاء الوفا پر اپنی کتاب کی بنیاد رکھی۔ اس کے سوا

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) جس سے ۹۹۹ھ برآمد ہوتے ہیں۔ نیز ملا عبد القادر بدایونی نے بھی اپنی تاریخ میں جو ۱۰۰۴ھ میں تمام ہوئی ہے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب ۱۰۰۴ھ سے پہلے مشہور اور مروج ہو چکی تھی۔

جہاں کہیں دوسرے کتابوں سے مضامین اخذ کیے وہاں اُن کے حوالے لکھدئے ہیں ۹۹۸ھ میں مدینہ منورہ میں شاہ صاحب نے اس کی تالیف شروع کی۔ اور ہندوستان واپس آنے کے بعد سنہ ۱۰۰۱ھ میں بہ مقام دہلی اس کا مبیضہ کیا یہ کتاب حسب ذیل سترہ ابواب پر منقسم ہے۔

باب اوّل۔ در ذکر اسماء مدینہ طیبہ
باب دوم۔ در فضائل و محامد مدینہ طیبہ
باب سوم۔ در ذکر ساکنان مدینہ طیبہ
باب چہارم۔ در ذکر اسباب ورود سید المرسلین در مدینہ طیبہ
باب پنجم۔ در ذکر ہجرت سید المرسلین
باب ششم۔ در کیفیت عمارت مسجد نبوی
باب ہفتم۔ در بیان تعمیر و ترمیم مسجد نبوی
باب ہشتم۔ در ذکر فضائل مسجد نبوی
باب نہم۔ در ذکر تعمیر مسجد قبا و دیگر مساجد نبویہ
باب دہم۔ در ذکر آبار مدینہ طیبہ
باب یازدہم۔ در ذکر بعض اماکن ما بین مکہ و مدینہ
باب دوازدہم۔ در ذکر فضائل روضہ اقدس
باب سیزدہم۔ در ذکر فضائل جبل احد و شہدائے احد
باب چہاردہم۔ در ذکر فضائل زیارت سید المرسلین
باب پانزدہم۔ در ذکر حکم زیارت قبر شریف
باب شانزدہم۔ در ذکر آداب زیارت سید المرسلین
باب ہفدہم۔ در ذکر آداب صلوٰۃ سید المرسلین

زاد المتقین الی سلوک طریق الیقین شاہ صاحب نے اس میں اپنے ان شیوخ واساتذہ کے حالات لکھے ہیں جن سے سفر حجاز میں فیوضات باطنی اور علوم ظاہری حاصل کیے تھے یہ کتاب سنہ [illegible]ھ میں تمام ہوئی، اور اس کے مضامین تین مقاصد پر منقسم ہیں۔

مقصد اول ۔ در احوال شیخ علی متقی۔

باب اول۔ در ذکر مجمل از ابتدائے حال و سیر و سلوک ایشاں تا وصول بہ مکہ معظمہ و دریافت علما و مشائخین حدیث و انتساب سلاسل مشائخ طریقت و اشتغال بہ تصنیف کتب و نشر علوم و تربیت طالبان حق۔

(۱) شیخ محمد ابن عراق صاحب تنزیہ الشریعہ (۳) شیخ ابوالحسن المصری البکری
الشافعی المتوفی سنہ ۹۵۲ھ استاد مولانا محمد طاہر فتنی (۳) شیخ محمد بن شیخ ابی الحسن البکری
المتوفی سنہ ۹۹۴ھ (۴) شیخ زین العابدین (۵) سید عبداللہ القادری الحضرموتی۔ (۶)
شیخ ابوبکر ابن سالم الحضرمی (۷) شیخ شہاب الدین احمد بن حجر المکی الہیتمی المتوفی سنہ ۹۷۴ھ

(۸) شیخ محمد حضاعی از فقہاے مصر (۹) شیخ احمد ابو الحرم المدنی المتوفی سنہ (۱۰) شیخ علی ابن جار اللہ القرشی المخزومی المکی (۱۱) شیخ محمد الحنفی (۱۲) شیخ محمد النوفری المصری المالکی المتوفی سنہ ۹۹۹ھ (۱۳) شیخ محمد البہنسی (۱۴) سید حاتم ابن احمد الدہلوی الیمنی الخالی (۱۵) سیدی الشیخ الخضری (۱۶) شیخ عیسی المغربی المدنی (۱۷) شیخ علی ابن عیسی الجبلی القادری (۱۸) مولانا اسمٰعیل شیروانی نقشبندی (۱۹) مولانا شیخ حاجی نصر اللہ بدخشی (۲۰) مولانا نصر اللہ سراری (۲۱) مولانا محمد (۲۲) شیخ عبد اللہ (۲۳) شیخ رحمت اللہ السندی (۲۴) شیخ مولانا عبد اللہ السندی (۲۵) فقیہ محمد نالیتی (۲۶) میاں خدا بخش وکتی

ذکر الملوک ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے سلطان معز الدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک واقعات تحریر کئے ہیں۔ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش کے جلوس تک جو زمانہ گذرا ہے اس کے حالات طبقات ناصری سے ماخوذ ہیں غیاث الدین بلبن نے فیروز شاہ تک آٹھ بادشاہوں کا تذکرہ تاریخ فیروز شاہی سے منقول ہے۔ اس کے بعد اکبر کے جلوس تک جس قدر بادشاہ ہوے ہیں اُن کا احوال معتبر روایات اور عینی مشاہدات کی بنا پر مرقوم ہے۔

یہ کتاب سنہ میں تمام ہوی ہے اور اس کے مضامین حسب ذیل آٹھ مقالوں پر منقسم ہیں۔

مقالہ اول۔ در ذکر سلاطین دہلی	مقالہ دوم۔ در ذکر سلاطین بنگالہ
مقالہ سوم۔ در ذکر سلاطین جونپور	مقالہ چہارم۔ در ذکر سلاطین ملتان
مقالہ پنجم۔ در ذکر سلاطین گجرات	مقالہ ششم۔ در ذکر سلاطین دکن۔
مقالہ ہفتم۔ در ذکر سلاطین مالوہ	مقالہ ہشتم۔ در ذکر سلاطین کشمیر

شیخ فرید بخاری (وفات سنہ ۱۰۲۵) جہانگیر کے امراے دربار سے گذرے ہیں۔ آپکی

فرمائش سے ۱۲۱۰ھ میں شاہ صاحب کے فرزند شیخ نورالحق مشرقی نے ہندوستان کی مختصر تاریخ لکھی اور اُسے زبدۃ التواریخ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ کتاب حقیقت میں ذکرالملوک کا ترمیم شدہ نسخہ ہے۔ اور اس میں نورالحق نے اکبر کی تخت نشینی سے زمانہ ترتیب کتاب تک تخت گاہ دہلی اور اس کے ہمعصر سلاطین کا تذکرہ اضافہ کر دیا ہے۔

شرح سفر السعادۃ علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب بن محمد الفیروزآبادی المتوفی ۸۹۵ھ نے ایک رسالہ سفر السعادۃ کے نام سے لکھا اور اس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادات و عادات و اعمال و اخلاق زکیہ نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کیے لیکن اصحاب ظواہر کی تقلید میں اپنے مدعا کے خلاف جو باتیں نظر آئیں اُن کے فاسد و باطل ہونے کا ادعا کیا۔ اور اکثر مواضع پر مذاہب مجتہدین کی مخالفت کی اور جو احادیث منشاء مصنف کے خلاف تھیں ان کو غیر صحیح قرار دیا۔ اس کے سوا کتاب کے آخر میں ایک باب اور شامل کیا جس میں بعض احادیث کی نسبت تحقیق و تنقید کی اور انھیں موضوع اور باطل ثابت کرنے میں ابن جوزی وغیرہ محدثین متاخر کی پیروی کی۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے پیروان مذاہب مجتہدین کے دلوں میں شبہات و ترددات کے پیدا ہونے کا قوی احتمال تھا۔ اس لیے شاہ صاحب کو اس کی شرح لکھنے کا خیال ہوا تاکہ حقیقت حال کا انکشاف ہو۔ خطا و اشتباہ کے مواضع ظاہر ہو جائیں پس شاہ صاحب نے اس رسالہ کی مبسوط شرح لکھی۔ اس میں توضیح و تشریح کے لیے موقع بہ موقع احادیث صحیحہ درج کیے۔ اور جن احادیث کو مصنف نے موضوع اور ناقابل اعتبار قرار دیا تھا ان کے صحیح ہونے کی نسبت حجج قاطعہ پیش کیے۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ لکھا اور اسے دو ابواب پر تقسیم کیا۔ پہلے باب میں علم حدیث کے اصطلاحات۔ کتب صحاح اور ان کے جامعین کا تذکرہ۔ روایات ثقہ و غیر ثقہ کی نسبت امور مابہ الامتیاز۔ تحقیق و تنقید کے اصول بیان کیے دوسرے باب میں ائمہ مذاہب اربعہ کے حالات اور فضائل و خصائص تحریر فرمائے۔

یہ شرح ۲۴ رجادی الاول ۱۰۱۶ھ کو تمام ہوئی (ص ۱۵۵) مصنف نے اصل رسالہ کے دونام رکھے تھے۔ سفر السعادۃ اور صراط المستقیم۔ اس لئے شاہ صاحب نے بھی شرح کو دو ناموں موسوم کیا۔ ایک طریق الافادہ دوسرا طریق القویم۔

شرح مشکوٰۃ المصابیح امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی المتوفی ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید و مکررات کو حذف کرکے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا۔ خطیب ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ العمری التبریزی نے اس پر نظر ثانی کی۔ اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا۔ ثانیاً روایات حدیث کے نام اضافہ کئے ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اس کے ماخذات کا حوالہ لکھدیا۔ اس ترتیب و تہذیب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہوگئی اور اسے مشکوٰۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان ۷۳۷ھ کو اس کی تالیف و تدوین سے فراغت حاصل کی۔

لمعات التنقیح (بزبان عربی) سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد شاہ صاحب نے اس کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا۔ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں اسکی بنیاد ڈالی۔ ۱۰۱۹ھ کی ۱۳ ذی الحجہ کو اس کام کا آغاز کیا۔ چھ سال کی محنت شاقہ کے بعد ۲۴ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو عربی شرح مکمل ہوئی۔ اور فارسی شرح کا نصف حصہ تکمیل پایا۔ بقیہ نصف اس کے چار سال بعد ۱۰۲۹ھ میں تمام ہوا شاہ صاحب

اشعۃ اللمعات بزبان فارسی نے اس کا نام اشعۃ اللمعات رکھا اور اس میں عربی شرح سے بہت زیادہ فوائد نفیسہ و حقائق دقیقہ بیان کئے۔ ابتدا میں ایک مقدمہ لکھا جس میں اولاً احادیث کے اصطلاحات جمع کئے۔ اس کے بعد ان پندرہ جامعان حدیث کے تراجم لکھے جن کی کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ نے احادیث نقل کئے ہیں۔ اور ان کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) الامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی البخاری المتوفی ۲۵۶ ہجری

صاحب جامع الصحیح (۲) الامام الحافظ ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری المتوفی سنہ ۲۶۱ ہجری۔ صاحب جامع الصحیح (۳) الامام مالک بن انس الحمیری الاصبحی المدنی المتوفی سنہ ۱۷۹ھ صاحب الموطا (۴) الامام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ صاحب المسند (۵) الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ صاحب المسند (۶) الحافظ ابی داود سلیمان بن اشعث السجستانی المتوفی سنہ ۲۷۵ھ صاحب السنن (۷) الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی المتوفی سنہ ۲۷۹ھ صاحب الجامع الصحیح (۸) الحافظ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی المتوفی سنہ ۳۰۳ھ صاحب السنن (۹) الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجۃ القزوینی المتوفی سنہ ۲۷۳ھ صاحب السنن (۱۰) الامام الحافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی المتوفی سنہ ۲۵۵ھ صاحب السنن (۱۱) الامام الحجۃ ابو الحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ صاحب السنن (۱۲) الامام ابوبکر احمد بن حسین بن علی الخسروجردی البیہقی المتوفی سنہ ۴۵۸ھ صاحب سنن الکبیر (۱۳) الامام رزین بن معاویۃ العبدری السرقسطی المتوفی سنہ ۵۳۵ھ صاحب تجرید الصحاح (۱۴) الامام الحافظ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی المتوفی سنہ ۶۷۶ھ شارح صحیح مسلم (۱۵) الامام ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی البغدادی المعروف بابن الجوزی المتوفی سنہ ۵۹۷ھ

شرح فتوح الغیب شاہ صاحب نے شرح مشکوٰۃ کے اثنائے تالیف میں غوث الثقلین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی المتولد سنہ ۴۷۰ھ المتوفی سنہ ۵۶۱ھ کی کتاب فتوح الغیب کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ لمعات التنقیح کو ختم کرنے سے پہلے اُس کے اسرار و غوامض حل کرنے کے لئے شرح لکھی اور اس کا نام مفتاح الفتوح رکھا۔

مدارج النبوۃ ومراتب الفتوۃ ۔شاہ صاحب مدت دراز سے ارادہ کر رہے تھے کہ ایک مبسوط کتاب سیر مصطفوی میں تالیف کریں۔ ان کے فرزند عزیز شیخ نور الحق بھی اس ارادے کی تائید کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر السعادۃ اور مشکوٰۃ المصابیح کے شروح

مبسوط کی ترتیب وتکمیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مدارج النبوت کی تصنیف میں مصروف ومشغول رہے اور کئی سال کی محنت کے بعد سنہ ۱۰۴۲ھ کے حدود میں اسے تمام کیا اور اس کے مضامین حسب ذیل پانچ اقسام پر تقسیم کئے۔

قسم اول۔ درذکر فضائل وکمالات جناب سید المرسلین صلعم

قسم دوم۔ درذکر ولادت مبارک ونبوت وہجرت

قسم سوم۔ درذکر وقائع سنوات کہ از ہجرت تا مبادی مرض وفات وقوع یافت

قسم چہارم۔ درذکر حدوث مرض ووفات وتجہیز وتکفین وغیرہ

قسم پنجم۔ درذکر اولاد طاہرہ وازواج مطہرہ واعمام وعمات واخوات رضاعی وخدام وموالی وکتاب عمال وموذنین وغیرہ

تکملہ دربیان بعضے از صفات کاملہ

کتابیات

شاہ صاحب کے حالات کتب ذیل میں دیکھئے۔

کتاب	مصنف	مقام / طبع	صفحہ
۱۔ منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی	کلکتہ جلد سوم	ص ۱۱۳
۲۔ توزک جہانگیری	نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ	لکھنو	ص ۲۸۵
۳۔ بادشاہ نامہ	ملا عبدالحمید لاہوری	کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء جلد اول حصہ دوم	ص ۳۴۱
۴۔ طبقات شاہجہانی	محمد صادق	نسخہ خطی طبقہ دہم باب اول	
۵۔ کلمات الصادقین	محمد صادق	ذکر صد ودہم	
۶۔ عمل صالح	محمد صالح کنبوہ	نسخہ خطی خاتمہ درذکر علماء وصلحا	
۷۔ ماثر الکرام	میر غلام علی آزاد بلگرامی	طبع آگرہ سنہ ۱۹۲۰ء	ص ۲۰
۸۔ سبحۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بمبئی سنہ ۱۳۰۳ھ	ص ۵۲

۹- مظہر آدم ترجمہ سبحۃ المرجان — مولوی محمد شمس الدین احمد — لکھنو سنہ ۱۸۶۸ء — صفحہ ۸۰

۱۰- آثار الصنادید — ڈاکٹر سر سید احمد خاں مرحوم — کانپور سنہ — باب سوم صفحہ ۶۳

۱۱- ابجد العلوم — نواب صدیق حسن خاں قنوجی — بھوپال سنہ ۱۲۹۶ھ — صفحہ ۹۰۰

۱۲- اتحاف النبلا — نواب صدیق حسن خاں قنوجی — بھوپال — صفحہ ۳۰۳

۱۳- حدائق الحنفیہ — مولوی فقیر محمد — لکھنو سنہ ۱۸۹۱ء — صفحہ ۴۰۹

۱۴- تذکرۂ علمائے ہند — مولوی رحمان علی ریوانی — لکھنو سنہ ۱۸۹۴ء — صفحہ ۱۰۹

۱۵- بحر زخار — مولوی وجیہ الدین لکھنوی — خطی

۱۶- محبوب الالباب فہرست کتب خانہ — مولوی خدا بخش خاں — حیدر آباد سنہ ۱۳۰۰ھ — صفحہ ۱۵

۱۷- مفتاح التواریخ — طامس ولیم بیل — لکھنو سنہ ۱۸۶۷ — صفحہ ۲۴۶

۱۸- تاریخ ہندوستان — سر جان ایلیٹ — لندن جلد ششم — صفحہ ۱۷۵

۱۹- اورینٹل بیاگرافیکل ڈکشنری — طامس ولیم بیل — لندن — صفحہ ۲

۲۰- فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم — چارلس ریو — جلد اول — صفحہ ۱۴

۲۱- انسائیکلوپیڈیا آف اسلام — جلد اول — صفحہ ۳۹

ضمیمہ

(۱)

اقتباس از منتخب التواریخ تالیف ملا عبد القادر بدایونی در سنہ ۱۰۰۴ھ

شیخ عبد الحق دہلوی حقی تخلص میکند کہ مجموعہ کمالات و منبع فضایل است و جمیع علوم عقلی و نقلی را درس می گوید۔ و در تصوف رتبہ بلند دارد۔ واز جملہ تصانیف

او ترجمہ تاریخ مدینہ سکینہ و کتابی ست در احوال مشایخ و متاخر ہند کہ ذکر الاولیا تاریخ آں ست - از عنفوان شباب در طلب داشت - و چندگاہی در فتح پور بنابر الفت قدیم با ملک الشعرا شیخ فیضی و مرزا نظام الدین احمد صاحب بود - و فقیر نیز بتقریب ایشاں شرف خدمتش را دریافتہ پیوستہ از فواید صحبتش محظوظ بودم -

و توفیق رفتن کعبہ شریفہ رفیق او شد از دہلی بطریق جذبہ بہیچ چیز مقید ناشدہ بہ گجرات رفت و بحسن سعی مرزا نظام الدین احمد و مددگاری او در جہاز نشستہ بہ سفر حجاز رفت - با حاجی بیگم از حج بازگشتہ بآگرہ آمد

و ملک الشعرا شیخ فیضی بعد از آمدن از ولایت دکن بنا بر روش قدیم ستم ظریفانہ کہ یاراں را برائے گرمی مجلس و ہم زبانی خویش بجاں می خواست - اما پیوستہ خطے چند مشتمل بر اظہار شوق طلب شیخ حقی از لاہور فرستاد و او از نہایت آزاری کہ در دل داشت نیامد و مکاتیب عذر آمیز نوشت -

(۲)

اقتباس از کتاب طبقات شاہجہانی تالیف ملا محمد صادق ہمدانی در ۱۰۴۶ھ

طبقہ دہم باب اول

در سال نہصد و نود و پنج بطریق جذبہ بحرمین شریفین رفت و با شیخ عبدالوہاب متقی کہ خلیفہ اعظم و جانشین شیخ علی متقی رضی اللہ عنہما بودہ صحبت داشت و علم حدیث تصحیح نمود - و اسناد عالی حاصل کرد - از طریقہ قادریہ و شاذلیہ مجاز شد و برخصت شیخ عبدالوہاب متقی بوطن اصلی مراجعت نمود - و بہ دہلی آمد - در سال ہزار و ہشت حضرت قطب الدین خواجہ محمد باقی اویسی نقشبندی قدس سرہ بدار المعارف دہلی ارزانی

وفرمود و مستعدان وخداپرستان عالی فطرت گرد آں مرکز دائرہ قطبیت جمع آمدند
حضرت مخدوم را فراوان محبت واخلاص بہ حضرت خواجہ پیدا شد۔ بعد از اشارہ
حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین جیلانی اخذ طریقہ نمودہ بہ طریقہ نقشبندیہ
مشغول شد و بعد از چندگاہ اجازہ ارشاد طریقہ نقشبندیہ از آنحضرت یافت۔
و بعد از وفات حضرت خواجہ حلاوت چاشنی خلوت وعزلت در مذاق حضرت
مخدوم غالب آمدہ ترک آمد و رفت خانہ عالمیاں کرد۔ تا امسال کہ سال ہزار
وچہل وشش است پائے شکیبائے ازاں پیچیدہ بتدریس وتلقین
نیازمندان علم وعرفاء دہلی پرداختند وتمامی اوقات بابرکات بہ مطالعہ ودرس
حدیث وتفسیر مصروف است وعام خاص از انفاس متبرکہ وے محظوظ ومسرور است
وپیوستہ بہ تصنیف کتب دینیہ اشتغال دارد۔ ودر علوم عقلی ونقلی تصانیف
کردہ است وتمام تصانیف وے صغیر وکبیر تا سال مذکور قریب صد باشد۔ ازاں
جملہ شرح سفر السعادۃ وشرح مشکات وترجمہ مشکات در سیر مدارج النبوت دریں
ایام بہ کلک تحریر سپردہ۔

(۳)

اقتباس از توزک جہانگیری

شیخ عبدالحق دہلوی کہ از اہل فضل وارباب سعادت است دریں آمدن
دولت ملازمت دریافت کتابی تصنیف نمودہ بود مشتمل بر احوال مشائخ ہند بنظر
درآمدہ خیلے زحمت کشیدہ مدتہاست کہ در گوشۂ دہلی بوضع توکل وتجرید بسری
بودہ مرد گرامی است صحبتش بے ذوق نیست بانواع مراحم دلنوازے کردہ ورخصت
فرمودم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروردگار عالم جل جلالہ و عم نوالہ بفرستادۂ خود و برگزیدۂ درگاہ خود صلی اللہ علیہ
و آلہ و صحبہ و سلم میفرماید قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
ولو جئنا بمثلہ مددا و در جائے دیگر میگوید ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من
بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ باید دانست کہ مراد بایں کلمات کہ اگر ہفت دریا سیاہی
شود و درختاں ہمہ قلم گردد و ہنوز سپری نشود علوم و معانی است کہ دانائے غیب از کتاب
لاریب بہ بعضے از بندگان خود کہ تلامذہ درس قدس و خوانندگان کتاب مبین اویند
تعلیم و تلقین نمودہ است و جواہر حقائق و اسرار کہ از خزاین جود و موہبت نثار وقت
عارفان ساختہ و کنوز معارف و مواہب کہ از عالم لانہایۃ لہ در بواطن قدس مواطن ایشاں
نہادہ و بر لسان وقت و حال و زبان تقریر و تحریر ایشاں جاری گردانیدہ است و الا
آنچہ صفات حق و ہو و ذات مطلق ست منزہ و مقدس است کہ بایں تمثیل و تنظیر
ازاں تعبیر و تقریر نمایند آنجا بے نہایت گفتن اثبات تحدید و ثنائے و تقیید تبریہ تقصیر
و کوتاہی ست چہ جائے ایں مبالغہ کہ تا نظر بہ تقیید و مشعر بہ تحدید ست

آنجا کہ بینہایتی علم اقدس است | تمثیل را بہ بحر د درختاں مجال نیست
ہر پایہ کمال کہ در فہم ما رسد | در بارگاہ عزت باری کمال نیست
این بینہایتی صفت خلق خالق است | نسبت بذات مطلق حق جز خیال نیست

اول موجی کہ از دریائے وحدت جوش زد و نخستین کلماتی کہ در کتاب لاریب فیہ نوشتہ آمد علوم و فیوض غیر تناہی الٰہیست کہ بر روح پر فتوح محمدی کہ روح کل و عقل اول و موجود ثانی است و مرآت صور تمامہ حقائق وجوبی و امکانی و جفر جامع حروف و اسمائے الٰہی و کیانی است فائض و نازل گشت و ہرچہ در کتاب غیب و شہادت و وحدت و کثرت و ذات و صفات و مکتوب و مسطور و مذکور بود ہمہ در لوح محفوظ ضمیر و کتاب مبین قلب وی ثبت یافت حقیقت محمدی را دریائے داں کہ ماہیات اشیاء و حقائق موجودات ہمہ امواج آں بحر مواج اند بعضی مثل آنہار و جداول و بعضے مثل اسقیہ و قرب و برخی مشابہ کوز و اقداح و پارۂ بہ مشابہ ظروف و قطرات و ہر یکے بقدر استعداد و استمداد نصیبہ فیضی از آں دریا دارند نخست شاگرد رشید استاد ازل اوست کہ تحصیل علوم غیب استفادۂ معارف لاریب کہ کلمات اللہ و کلمات ربی عبارت از اں است تحصیل کردہ و تکمیل نمودہ ہم دراں عالم مدرّ مخمّر بید ہو بانیہ کہ بنا کردۂ صانع قدیم ست خلافت عن اللہ بر مسند تدریس جلوہ فرمودہ بر ارواح انبیا کہ طلبہ علم غیب و خوانندگان کتاب لاریب اند افادہ و افاضہ نمودہ و ہمہ را تعلیم و تربیت فرمود کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین اشارتی بہ شرح و بیان آں داستان است یعنی پیش از خلق اجساد و اشباہ روح من در عالم ارواح بہ صفت نبوت و انباء و تقدیم و ترتیب ارواح انبیاء متصف بودم و انبیاء و رسل ہمہ حکم امت داشتند و از ینجا کہ نبی الانبیاء و معلم الرسل از القاب و صفات منقبت آیات اوست ؎

خیر الوریٰ امام رسل خواجۂ دو کون | او از خدا و ہرچہ جز او منتہی از او
شاگرد کردگار جہاں اوستاد خلق | دریائے علم و مخزن دین کان گفت و گو

حق را بغیر واسطهٔ ذات او مجو	او جان جملهٔ عالم حق جان جان شمار

وصل

بعد از نزول و انتقال از آں عالم حضرات انبیا صلوات اللہ و سلامه علیهم اجمعین که
حاضران مجلس علم و شاگردان حوزهٔ درس او بودند و هر یکی کتابی از علم و بابی از دین خوانده
تحصیل نموده بود بر مسند افاده نشسته کلمات اللہ را بر خلق افاده و افاضه فرمودند مقدم
ایشاں آدم صفی آمد که با وجود نسبت ابوت در درس آں خلف صدق زانوی ادب زده
صحاح لغات اسماء را تعلم نموده بود بر مسند خلافت تکیه زده ۔ ساکنان ملاء اعلیٰ را تعلیم
و تلقین نموده حق استادی بر ایشاں ثابت گردانیده مقدوم و مسجود ایشاں گشت و غلغله
در کشور ملکوت افگند و تمامه کائنات از تحیر و تعجب انگشت بر دهاں نهادند و دست بر
دست زدند که این چیست که لعبتی از خاک بسازند و چنیں بنوازند و بر پاک زادان عالم
ملکوت سر فراز گردانند و ندانستند که این خاک گنجینهٔ اسرار احدی و مستودع جوهر محمدی
و اسرار نامهٔ الٰهی و مجموعه کلمات نامتناهی است و به حقیقت مقصود اقامت حجت ربوبیت
و تعلیم آداب عبودیت و اثبات افضلیت علم بر عبادت و اتمیت کلمات اللہ بر تسبیح
و اظهار احجیت و فوقیت حاضران مدارس علم بر ساکنان صوامع قدس بود و آدم بجهت
مظهریت اسماء و صفات الٰهی را نسخه بود جامع و کتابی بود وافی مشتمل بر آیات و کلمات
الٰهی تعالیٰ و تقدس و ملایکه را بمطالعهٔ آں علوم و معارف معلوم و منکشف شد که هرگز آں را
نخوانده و ندیده بودند و بایں جهت نیز آدم را بر ملائکه حق استادی بهم رسید مگر کوردلی
و سیه بختی که ایں آیات نخوانده و در کوجهل و عتو فرو رفته بداغ طرد و لعن موسوم آمد
از دیوان سعادت نام ایں محو شد نعوذ باللہ من ذلک بعد ازاں چوں بحکم ترکیب بشری
و مقتضای حکمت الٰهی خطیهٔ از آدم بوجود آمد بتلقی کلمات انابت و رحمت از پروردگار
تعالیٰ و تقدس که فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه به مقامی بالاتر از اجتباء

وہدایت نشست وجامعیت دگر یافت و بعد از آدم صفی این کلمات از ابراہیم خلیل
رب جلیل ظہور یافت کہ بعد از اتمام وادائے حقوق آں بہ منصب امامت ومقام خلت
اختصاص یافت واذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما
و بعد از ابراہیم موسیٰ کلیم اللہ مشرف ومخصوص بکلمات گشت و بے واسطہ کلام حق شنید
وکلم اللہ موسیٰ تکلیما وپس از کلیم عیسیٰ روح اللہ آمد ومسمیٰ بکلمۃ اللہ شد و در مہد سخن کرد و
در عہد طفولیت کتاب اللہ خواند و بہ آں کلمات مردہ را زندہ گردانیدہ وابرار اکمہ وابرص
کرد و ہمہ انبیا واولیا مظہر کلمات اللہ ومحل خطاب او بیند بلکہ ہمہ ذرات کائنات واجزائے
عالم ناطق بہ ثنائے حق وشاہد بر کمالات الٰہی ومظہر کلمات نامعدود وناتناہی وی
تعالیٰ وتقدس اند چنانکہ اگر ہفت دریا سیاہی شوند وہمہ درختان قلم گردند ہمہ ذرات
زباں باشند سیری نگردد ۔ ع

ہمہ ذرات آیات آمدہ اند	بر اثبات وجود او گواہ اند
زبان حال ہر ایک گشتہ گویا	کہ موجود حقیقی لیس الا
کلام آخر ہمیں نی صورت حرف است	کہ قانون بیانش نحو ودو صرف است
کلام البتہ موقوف زباں نیست	اگر نبود زباں آنرا زیاں نیست
وگر ہم ہست ہر یک را زباں نیست	بزیر ہر زباں شیریں بیاں ست
ہمہ کس با زبان خویش گویاست	بعلم کش خداداد ست داناست
ہر آنچہ کرد بر معنی دلالت	بود نفی کلام از وے جہالت
بایں معنی ہمہ عالم کلام ست	بگوش اہل دل زانسو پیام ست
ز ہر ذرہ شنو گر گوش داری	بآواز بلند اوصاف باری

وصل

بعد از ظہور عالم اجسام وانقضای دور نبوت انبیائے کرام علیہما الصلوٰۃ والسلام

حکمت الٰہی اقتضای آں کرد چنانچہ ابتدائی کارخانہ نبوت و فتح باب فیض و فتوت و
تعلیم و تربیت بروح پر فتوح محمدی بود صلی اللہ علیہ وسلم ختم و انتہائی ایں کار نیز بوی کرد
و دورۂ ایجاد و امداد بوی تمام شود پس ہماں روح اعظم و عقل کل بصورت عنصری و ہیکل
بشری وی متعلق شدہ از علوم و فیوض کہ تعلق بایں نشأہ داشت افادہ و افاضہ
شرح و بیان کلمات اسد نمودہ عالم و عالمیاں را تا دور قیامت مملو و مشحون گردانید
تحت عصابہ صحابہ کہ بہ استفاضہ و استفادہ قربت نزد جماعہ اہل بیت نبو کہ بطہارت
و اصابت مخصوص تر بودند جداول و انہار آں دریا و کواکب و اقمار آں بیضا گشتند
و عالم را از آثار علم و انوار ہدایت مستفیض و مستضی گردانیدند و بعد از ایشاں تابعین و
تبع تابعین کہ پیران راسخین و وارثان علم دین اند کمر جد و اجتہاد بستہ و در نشر علم اصولاً
و فروعاً کوشیدہ لوار دین در آیات اسلام محکم و کلمۃ اللہ ہی العلیا باعلی علیین بردند
و آفاق و اکناف عالم را شرقاً و غرباً با نوار علوم و فہوم روشن ساختند و از یک کلمہ کلمات
و از یک حرف حکایات استنباط نمودند و شجرۂ طیبہ علم را کہ مثال کلمہ طیبہ است بصفت
اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء از حضیض ثری باوج ثریا بردند قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو کان الدین معلقاً بالثریا لنالہ رجال من فارس و بعد از ایشاں جماہیر
ثقات و مشاہیر علما اخبار و آثار روایت کردہ انواع علوم و اقسام فنون فراہم آوردہ
و قواعد و اصطلاحات بستہ و کتب و دفاتر ساختہ و ابواب و فصول ترتیب دادہ
از حد حصر و حیطہ قیاس بیروں بردند و ہمچنیں قرناً بعد قرن و علما و فضلا و فصحا و بلغا
کہ افاضل ملت و اکابر و اعیان ایں خیر امت و مکثران سواد علم و شحنہائے بلاد فضل
و نبلای وقت و فضلائے روزگار ند در ہر اقلیمی و ہر ولایتی و ہر شہری دریں مدت
یکہزار و کسری پیدا شدند کہ در ہیچ ملتی و امتی از امم سابقہ و ملل سالفہ با وجود امداد مدد
طول اعمار بوجود نیامدہ و ظہور نیافتند خصوصاً از طائفہ درویشاں از اہل صفوت و

ولایت وزہادت وعبادت وریاضت ومجاہدت کہ مطالع انوار معرفت ومخازن اسرار محبت ومظہر کرامات ومصدر خوارق عادت واصحاب کلمات وعبارات ظاہرہ اہل رموز واشارات واحوال ومقامات ایں طایفہ علیہ است قدس اللہ اسرارہم واظہر انوارہم

وصل

وچوں ایں انوار سرمدی از مطالعہ انوار محمدی علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا بر اطراف واکناف ہندوستان تافتہ بر معمورۂ دہلی کہ مرکز دائرۂ ولایت وکرامت وقبتہ الاسلام دین وملت ست قرار یافت جمعی کثیر وجم غفیر از طوائف انام وقبائل اہل اسلام از مشائخ عظام وعلماء کرام وفصحای شیریں کلام از آفاق عالم از ولایت عرب وعجم نزول اجلال نمودہ دریں بلدہ کرامت انجام اقامت فرمودند۔ واطراف واکناف ایں دیار کہ بہ ظلمت کفر وجہل تنگ وتیرہ شدہ بود بہ نور ایمان وعلم روشن وکشادہ گردانیدند وکاتب سطور عصمہ اللہ اوقاتہ عن الضیاع والفتور تذکرہ ملوک وامرا در تاریخ نامہ ایں دیار کہ مسمی بذکر ملوک[1] ومتضمن تاریخ تصنیف است ضبط نمودہ ذکر مشایخ صلحا در کتاب اخبار الاخیار[2] کہ موسوم بہ سمت شیوع واشتہار است ذکر کردہ اما ذکر فضلا

---

[1] ذکر ملوک۔ ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں سلطان معزالدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک سلاطین دہلی اور اُن کے ان ہمعصر بادشاہوں کا تذکرہ ہے جو بنگالہ دکن گجرات مالوہ۔ جون پور۔ ملتان اور کشمیر وغیرہ ممالک میں برسر حکومت رہے ہیں۔ یہ کتاب ۱۰۰۵ھ میں تصنیف ہوی ہے۔ ذکر ملوک تاریخی نام ہے۔ اسکی مفصل کیفیت ہمارے مضمون مورخین ہند میں دیکھئے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ جو اورنگ زیب عالمگیر کے اڈتیسویں سال جلوس میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن تاریخ کے نمبر ۶۰۲ پر تاریخ حقی کے نام سے موجود ہے۔

[2] اخبار الاخیار۔ ہندوستان کے مشائخ صوفیہ کا بہترین تذکرہ ہے۔ ۹۹۹ھ میں تصنیف ہوا ہے ذکر الاولیا اس کا تاریخی نام ہے۔ نام وتاریخ ایں کتاب عزیز گر کنی ذکر اولیا راحسن۔ اسمیں خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی رح کے عہد سے زمانۂ تالیف کتاب تک دو سو چوراسی بزرگوں کے حالات ہیں۔ ہندوستان میں کئی مرتبہ طبع ہوا ہے۔ بمقام میرٹھ۔ مطبع ہاشمی ۱۲۷۷ھ۔ بمقام دہلی۔ مطبع محمدی ۱۲۸۳ھ و مطبع مجتبائی ۱۳۰۹ھ

از علما و شعرا بعد از حزم و یقین به آنکه بسیار بودند چوں نام و نشاں ایشاں پیدا نیست
وافعال و آثار تصنیفات و تالیفات هویدا نتوانست نوشت۔

شعر

ان آثار نا تدل علینا ۔۔۔ فانظروا بعدنا الی الآثار

واگرچه میتواند که بوجود آمده باشد اما چوں باقی نماند و مشهور نشد حکم هبا منثورا
دارد و قبول و اشتهار نعمتی دیگر ست که از اختیار بنده بیرون ست

قبول خاطر آں در دست کس نیست ۔۔۔ به مقبولی کسی را دست رس نیست

رزقنا الله مگر چندے که نام و نشان ایشاں مذکور و تصانیف و توالیف مکتوب و
مسطور است یکی ازاں افاضل که در زمان کرامت نشان سلطان[1] ناصر الدین بن سلطان
شمس الدین التمش انار الله برهانه که او را سلطان نصیر الدین غازی گویند قاضی منهاج[2] الدین
جوزجانی بود مولف تاریخ طبقات[3] ناصری که بنام سلطان مذکور نوشته یادگاری برائے

---

[1] سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش۔ یہ بادشاہ ۶۴۳ھ سے ۶۶۴ھ دہلی میں برسر حکومت رہا ہے۔ طبقات اکبری صـ۳۵ منتخب التواریخ طبع لکھنو صـ۲۵ تاریخ فرشتہ جلد اول صـ۔

[2] قاضی منہاج الدین۔ پورا نام منہاج الدین بن سراج الدین جوزجانی ہے اس کے حالات نہایت اختصار کے ساتھ اخبار الاخیار صـ۴۷ میں مذکور ہیں اس کا اور اس کے اجداد کا مفصل تذکرہ نواب ضیاء الدین احمد خاں المتخلص بہ نیر نے طبقات ناصری سے اخذ کر کے مرتب کیا ہے جو برٹش میوزیم میں مشرقی شعبہ کے نمبر ۱۸۸ پر محفوظ ہے نیز ریورٹی نے بھی ترجمہ طبقات ناصری کے دیباچہ میں اس کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔

[3] طبقات ناصری دنیا کی عام تاریخ ہے اور ۶۵۸ھ کے قریب تمام ہوئی ہے اس کے مضامین (۲۳) طبقات پہ منقسم ہیں (۱) ذکر انبیاء علیہم السلام (۲) ذکر خلفاء راشدین (۳) ذکر خلفاء بنی امیہ (۴) ذکر خلفاء عباسیہ (۵) ذکر سلاطین عجم (۶) ذکر سلاطین عرب (۷) ذکر سلاطین طاہریہ (۸) ذکر سلاطین صفاریہ (۹) ذکر سلاطین سامانیہ (۱۰) ذکر سلاطین دیالمہ (۱۱) ذکر سلاطین سبکتگینیہ (۱۲) ذکر سلاطین سلجوقیہ (۱۳) ذکر سلاطین سنجاریہ (۱۴) ذکر سلاطین

خود گذاشتہ است اگرچہ در بلاغت و براعت چنداں ید طولانی ندارد اما کلام او از اختصار و ایجاز بے گوشہ متانت و نخچگی نیست برخی از احوال وی از آنچہ و ملفوظات مشایخ مذکور ست در اخبار الاخیار مسطور است رحمۃ اللہ علیہ

دیگر ضیاء برنی[1] صاحب تاریخ فیروز شاہی[2] کہ بعد از طبقات ناصری از ابتدای سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن تا احوال شش سالہ فیروز شاہ نوشتہ است و تالیفہا در رسالہا ے دیگر نیز وارد[3] مرید شیخ نظام الدین اولیا است قدس سرہٗ چیزی از احوال و اقوال وی نیز در اخبار الاخیار مذکور ست رحمۃ اللہ علیہ

(بقیہ گذشتہ) بنیروز (۱۵) ذکر سلاطین کردیہ (۱۶) ذکر سلاطین خوارزم شاہیہ (۱۷-۱۸-۱۹) ذکر سلاطین شنشبانیہ (۲۰-۲۱-۲۲) ذکر سلاطین ہندوستان (۲۳) ذکر خروج چنگیز خاں - ریورٹی نے پہلے چھ طبقات کو چھوڑ کر باقی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو دو جلدوں میں ۱۸۷۳ء سے ۱۸۹۷ء تک لندن میں طبع ہوا ہے - ڈاکٹر لیس نے فارسی متن کے آٹھ طبقے (۱۱-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳) ۱۸۶۴ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوائے ہیں -

[1] خواجہ ضیاء الدین برنی - اخبار الاخیار کے صفحہ (۱۰۰) پر ان کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں مولوی سید حسن برنی نے تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کر کے خواجہ صاحب کا ایک مبسوط تذکرہ مرتب کیا ہے جو دہلی کے رسالہ جامعہ بابتہ ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا ہے - خواجہ صاحب نے ۷۵۸ھ کے بعد انتقال کیا اور مقبرہ سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء کے جوار میں مدفون ہوئے -

[2] تاریخ فیروز شاہی - طبقات ناصری کا تکملہ ہے اس میں سلطان غیاث الدین بلبن کی تخت نشینی (۶۶۴ھ) سے سلطان فیروز شاہ کے چھٹے سال جلوس (۷۵۸ھ) تک تخت گاہ دہلی کے آٹھ بادشاہوں کا مفصل تذکرہ تحریر ہے - ڈاکٹر سید احمد خاں مرحوم نے اسکی تصحیح کر کے ۱۸۶۲ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع کرایا ہے -

[3] خواجہ ضیاء الدین کی دیگر تصنیفات کے بعض نام یہ ہیں - ماثر السادات - حسرت نامہ - تاریخ آل برامکہ وغیرہ آخر الذکر کتاب ۱۲۸۷ء میں بمبئی میں چھپی ہے -

وبعداز وی مروی دیگر تتمہ احوال سلطان فیروز شاہ و احوال بادشاہان گجرات مسمیٰ بتاریخ بہادرشاہی نوشتہ رفتہ است و تاریخ محمدی[2] نیز تاریخی ست کہ شخصی نوشتہ و تاریخ دیگر شمس سراج عفیف نوشتہ است[3]

و یکی از آنہا کہ مشہور ست بہ تصانیف و توالیف نظماً و نثراً ضیاء نخشبی[4] است کہ در بدایون بود اگرچہ سخنان او نہ دراں مرتبہ است کہ تواں ذکر کرد اما مروی بود در

[1] تاریخ بہادرشاہی - یہ کتاب اس وقت نہایت نایاب ہے۔ بہادرشاہ بادشاہ گجرات (۹۳۲ تا ۹۴۳ھ) کے ایما سے تصنیف ہوی ہے اس میں امیر ناصر الدین سبکتگین کے زمانہ سے بہادرشاہ کی تخت نشینی تک سلاطین سند و گجرات کے حالات مرقوم ہیں۔ عہد مغلیہ میں جو تاریخیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کا حوالہ اکثر جگہ ملتا ہے مثلاً طبقات اکبری ص۳ تاریخ فرشتہ جلد اول ص۴ مراۃ سکندری ص۳ مرزا سکندر منجھو مصنف مراۃ سکندری نے اس کی نسبت اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے "بعد از ان شخصے تاریخ بہادرشاہی نوشتہ بعبارتی کہ مدعا ازاں مفہوم نمی شود مگر بہ قرینہ و قیاس"

[2] تاریخ محمدی - یہ کتاب بھی اس وقت نہایت نایاب ہے۔ خواجہ نظام الدین احمد بخشی نے اس کا نام بھی طبقات اکبری کے ماخذات میں درج کیا ہے۔ طبقات اکبری ص۳

[3] شمس سراج عفیف کی کتاب کا نام تاریخ فیروز شاہی ہے اس میں مصنف نے سلطان فیروز شاہ (۷۵۲ تا ۷۹۰ھ) کے حالات ولادت سے وفات تک نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔ ڈاکٹر ناموس نے ۱۸۹۱ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں اسے طبع کرایا ہے۔

[4] مولانا ضیاء الدین نخشبی - ان کے حالات اخبار الاخیار میں صفحہ ۱۰۴ پر مرقوم ہیں انھوں نے نظم و نثر میں بہت سی تصنیفات اپنی یادگار چھوڑی ہیں مثلاً سلک السلوک یہ کتاب تصوف میں ہے اور ۱۳۱۲ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوی ہے۔ گلریز - یہ ادبی تصنیف ہے اسے مسٹر آزاد اور محمد کاظم شیرازی نے تصحیح کرکے ۱۹۱۲ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوایا ہے۔ کلیات و جزئیات عشر مبشرہ - چہل ناموس طوطی نامہ - ان کتابوں کے قلمی نسخے برٹش میوزیم اور انڈیا آفس کے

گوشہ غربت خمول افتادہ و از مدح و ذم رد و قبول و اعتقاد و انکار خلق دم بستہ و خود زبان
کشادہ ذکر وی نیز در اخبار الاخیار کردہ شدہ است و نقلی چند از سلک سلوک کہ از میان
تالیفات وی در بیان سخنان ایں قوم بدل نزدیک تر است ایراد یافتہ و در بداول

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔
طوطی نامہ کو مولانا نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس میں طوطے کی کہی ہوی باون کہانیاں
مذکور ہیں۔ ترکی۔ فارسی۔ اردو جرمنی اور انگریزی زبانوں میں اس کے متعدد خلاصے اور ترجمے ہوئے ہیں
جنکی تفصیل ہماری کتاب اردوے قدیم کے ضمیمہ دوم میں مذکور ہے اور اس کا اختصار یہ ہے۔
فارسی زبان میں طوطی نامے کے دو خلاصے ہوے ہیں (۱) از شیخ ابوالفضل علامی اس کا نسخہ کتب خانۂ
آصفیہ میں موجود ہے فن قصص ۱۲۵ (۲) از سید محمد قادری بہ سنہ ۱۸۰۰ء میں بہ مقام کلکتہ اور سنہ ۱۸۰۱ء میں
بہ مقام لندن چھپا ہے۔
مولانا ضیاء الدین کا اصل طوطی نامہ حسب ذیل زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔
(۱) ترکی زبان میں بعہد سلطان سلیمان اعظم (۹۲۶ھ ۹۷۴ھ) ترجمہ ہوا اس ترکی ترجمہ کو جارج
راسین نے جرمنی میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں چھپا ہے۔
(۲) دکنی زبان میں دو ترجمے ہوے ہیں اور دونوں منظوم ہیں پہلا غواصی کا ترجمہ ہے۔ جو سنہ ۱۰۴۹ھ میں
تمام ہوا ہے دوسرا ترجمہ ابن نشاطی نے سنہ ۱۰۷۶ھ میں کیا ہے۔
(۳) انگریزی میں جیرانس نے ترجمہ کیا ہے جو سنہ ۱۷۹۲ء میں لندن میں چھپا ہے۔
سید محمد قادری کے خلاصے کے حسب ذیل تراجم شائع ہوے ہیں۔
(۱) دکنی نثر میں۔ مترجم کا نام معلوم نہیں یہ ترجمہ سنہ ۱۱۴۲ھ میں تمام ہوا ہے۔
(۲) اردو نثر میں سید حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمائش سے سنہ ۱۲۱۶ھ
میں ترجمہ کیا اور طوطا کہانی اس کا نام رکھا۔

مردی بود شہاب[1] مہمرہ دراشعار امیر خسرو ذکروی آمدہ است کہ اورا تقدم گونہ ازاں مفہوم میگردد آنجا کہ گفتہ است ؎

زلزلہ افگند در گور شہاب مہمرہ

و دریں زمانہ از سخناں وی چیزے مشہور نیست ۔

تاج ریزہ نیز شاعری بود کہ برائے شمس الملک کہ صدر زماں سلطان علاء الدین بود و اکتساب فضائل نمودہ اکثر فضلائے عصر بروی تلمذ میکردند و شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ نیز درآواں طالب علمی نزدوی مقامات حریری خواندہ گفتہ است ؎

صدر الکنوں بکام دل دوستاں شدے ۔ مستوفی ممالک ہندوستاں شدے

و درزمان دولت سلطان علاء الدین دہلی محط رجال افاضل و مجمع فضلائے کامل بود باوجود جہل و مکابرہ و بیگانگی و بے پروائی و عدم اعتنا و التفات کہ اں مرد بایں طائفہ داشت خاصیت آں زمان چنیں افتادہ بود عمدہ فضلا و اشعر و اشہر شعرائے آں وقت میر حسن و میر خسرو بودند علیہما الرحمہ والغفران اما

(بقیہ حاشیہ گذشتہ (۳) انگریزی میں گلائیڈوین نے ترجمہ کیا جو فارسی متن کے ساتھ سنہ ۱۸۱۰ء میں کلکتہ میں چھپا ہے ۔

(۴) جرمن میں پروفیسر ایکن نے ترجمہ کیا جو سنہ ۱۸۲۲ء میں اسٹاکرٹ میں چھپا ہے ۔

[1] شہاب الدین مہمرہ ان کے والد کا نام جمال الدین تھا ۔ مہمرہ واقع مملکت فارس میں پیدا ہوئے ۔ ہندوستان میں آکر بدایون میں سکونت اختیار کی ۔ سلطان رکن الدین فیروز بن سلطان شمس الدین التمش کے معاصر اور شیخ ضیاء الدین نخشبی کے اوستاد تھے ۔ امیر خسرو کے قصاید میں ایک شعر بھی ملتا ہے جس میں شہاب مہمرہ کا ذکر آیا ہے ۔

در بدایون مہمرہ سرمست برخیز ز خواب ۔ گر برآمد غلغلہ مرغان دہلی زیں نوا

شیخ عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید بھی نقل کئے ہیں ۔

امیر خسرو[1] سلطان الشعرا و برہان الفضلا است و وی عالمی بود از عوالم خداوندی

آنچہ او را اطوار سخن و اقسام کلام از صنائع و بدائع و مضامین و معانی دست دادہ

کم کسی را دادہ باشد شعر بسیار گفتہ اما انتخاب نمودہ و دواوین متعدد جمع کردہ و ترتیب

دادہ است[2] و در بیان کثرت اشعار خود سخنی خوش طبعانہ بطریق ابہام و ایہام گفتہ

اشعار من از چہار صد ہزار کمتر است و از سیصد ہزار بیشتر و اما میر حسن[3] اگرچہ شعر کم گفتہ

---

[1] امیر خسرو کے حالات مولانا شبلی نے شعر العجم اور مولوی سعید احمد مارہروی نے حیات خسرو میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ نیز دیکھیے کتب ذیل تذکرہ دولت شاہ سمرقندی طبع لاہور صـ ۱۵۸ اخبار الاخیار صـ ۹۶ بہارستان جامی صـ ۹۳ میخانہ صـ ۵۵ ہفت آسمان صـ ۹۳ خزانہ عامرہ صـ ۲۰۹ سفینۃ الاولیا صـ ۸۵ نتائج الافکار صـ ۱۲۰

[2] امیر خسرو نے اپنے اشعار پانچ دواوین میں مرتب کئے ہیں (۱) تحفۃ الصغر جس میں سولھویں سال سے انیسویں سال تک کا کلام جمع ہے (۲) وسط الحیواۃ جس میں چوبیسویں سال سے بتیسویں سال تک کا کلام شامل ہے (۳) غرۃ الکمال اس میں وہ کلام جمع ہے جو بتیسویں سال سے بیالیسویں سال تک منظوم ہوا ہے۔ (۴) بقیہ نقیہ اس میں جو کلام جمع ہے اس کا تعلق عمر کے پچاسویں سال سے چونسٹھویں سال تک ہے۔ (۵) نہایۃ الکمال۔ اس میں آخری عمر کے منظومات جمع ہیں۔

امیر خسرو نے چار دواوین ترتیب دینے کے بعد ان کا ایک انتخاب مرتب کیا اور اس کا نام ابرار عناصر رکھا۔ یہ مجموعہ اس وقت بھی موجود ہے اور ۱۲۸۵ھ میں نول کشور پریس میں طبع ہوا ہے لیکن متن کے اس جملہ سے "اما انتخاب نمودہ" معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتخاب جہانگیر کے عہد تک گمنام تھا اور عام طور پر مروج و مقبول نہیں ہوا تھا۔

[3] امیر حسن سنجری۔ ان کے حالات دیکھئے کتب ذیل میں۔ اخبار الاخیار صـ ۹۸ تذکرہ دولت شاہ صـ ۱۹۴ بہارستان جامی صـ ۹۴ نتائج الافکار صـ ۲۱۱۔ ان کا دیوان گذشتہ سال دہلی میں طبع ہوا ہے۔

اما آنچه گفتهٔ سنجیده گفته و شیریں گفته سخن شیخ ایشاں در تمیز و تفرقه سخن هردو بس است که فرمود خسرو ما دریائے شوراست و حسن جوی شیریں۔

وصل

بعد از دور علائی علوم مرتبه علم و فضل روی به تنزل و انحطاط نهاد و سخن رنگ دیگر گرفت تا آنکه سلطان محمد تغلق[1] از اقسام فضایل حظی وافر داشت اما آنقدر فضلا که در زمان علاالدین فراهم آمده بودند در زمان وی نبودند یکی از مشاهیر علما و اساتذه شهر مولانا معین الدین عمرانی[2] بود که بر کنز و منار و حسامی و تلخیص و مفتاح حواشی مفید و متین دارد و سلطان محمد او را به طلب قاضی عضد الملته و الدین الایجی بشیراز فرستاده و تحلیه و توشیح کتاب مواقف بنام خود استدعا نموده بود چوں مولانا نزد قاضی رفت و بر سیر ولایت هندوستان ترغیب نمود و آنچه سلطان محمد درخواسته بود اظهار کرد پادشاه آں وقت نزد قاضی عضد آمد و تمامه ولایت با سلطنت پیش کش نمود قاضی طریقه حیا و انصاف را سلوک نمود هوائے سیر هندوستان از سر برآورد و مواقف را هم بنام پادشاه خود ساخت۔

و در عهد سلطان فیروز نیز علما و فضلا و فقها بودند که بر مسند درس و افاده جای داشتند و تاتارخانی[3] که کتابے طویل و بسیط در علم فقه است هم در عهد دولت

---

[1] سلطان بن تغلق شاہ نے ۷۲۵ھ سے ۷۵۲ھ تک حکومت کی ہے۔

[2] معین الدین عمرانی ان کے لئے دیکھئے سبحة المرجان ص ۳۰۔ مآثر الکرام ص ۱۸۴

[3] تاتارخانی شمس سراج عفیف کی تاریخ فیروز شاہی ص ۳۹۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ خان اعظم تاتار خاں سلطان فیروز شاہ کے امرائے عظام سے تھا اور ایسے علوم شرعیہ میں خوب مہارت تھی۔ اس نے علوم دینیہ میں دو مبسوط کتابیں مدون کرائی ہیں۔ ان میں سے ایک تفسیر ہے جس میں مفسرین کے تمام توضیحات جمع کئے ہیں۔ دوسری فقہ سے تعلق رکھتی ہے اس میں فقہ کے ہزارہا مسائل فقہا کے اختلافات اور ہر مسئلہ

سلطان فیروز بنام تاتار خاں کہ از ارکان دولت وی بود تصنیف یافتہ و مصنف وے مولانا عالم اندپتی[1] ست و بعضی گویند ایں تاتار خاں کہ ایں کتاب بنام اوست از امرائے علائی بود واللہ اعلم

ویکی از علمائے زمان فیروز شاہ مولانا خواجگی[2] بود استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی و مولانا احمد تھانیسری و قاضی عبدالمقتدر شریحی نیز از فضلائے ایں وقت بودند و قاضی عبدالمقتدر[3] با وجود علم شعر نیز میگفت و شعر عربی وی بہتر از

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کی نسبت ان کے فتاوی جمع ہیں یہ دونوں کتابیں تفسیر تاتارخانی اور فتاوی تاتارخانی کہلاتی ہیں۔ تفسیر نایاب ہے۔ فتاوی بھی اگرچہ کمیاب ہے لیکن اس کے نسخے اکثر کتب خانوں میں مل جاتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ جو نویں صدی کا مکتوبہ ہے نو جلدوں میں فن فتاوی کے نمبر ۵۸ تا ۶۶ پر محفوظ ہے۔

فتاوی کا ذکر حاجی خلیفہ نے بھی کیا ہے اور اس کے مصنف کا نام امام الفقیہ عالم بن علاء الحنفی بتایا ہے۔ امام ابراہیم بن محمد الحلبی المتوفی ۹۵۶ھ نے اسکی تلخیص کی ہے۔ کشف الظنون جلد اول صہ ۲۱۱

[1] اندپتی۔ اندھپت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو دہلی کے قرب و جوار میں آباد تھا۔ تاریخ فیروز شاہی صہ ۱۳۴

[2] مولانا خواجگی۔ مرید خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی۔ شاگرد مولانا معین الدین عمرانی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ امیر تیمور کی یورش کے بعد دہلی سے نقل مقام کر کے کالپی میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔ اخبار الاخیار صہ ۱۳۹ مآثر الکرام صہ ۱۸۵ تذکرہ علمائے ہند صہ ۵۸

[3] قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی۔ خلیفہ شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی وفات ۲۶ محرم ۷۹۱ھ مزار ان کا دہلی میں حوض شمسی کے جانب جنوب واقع ہے۔ اخبار الاخیار صہ ۱۴۶ سبحۃ المرجان صہ ۲۹ مآثر الکرام صہ ۱۸۳۔ تذکرہ علمائے ہند صہ ۱۳۳

شعر فارسی اوست و لامیۃ العجم که قصیده[۱] مشهور است و فصحا و بلغائے عجم و عرب به معارضه آں دست زده وی نیز به معارضه آں ایستاده از عهده آں به وجه احسن برآمده است و مولانا احمد تهانیسری[۲] نیز بزبان عربی شعر گفته و قصیده والیه وال است بر فضل و بلاغت وی و اینها همه در اخبار الاخیار مسطور است۔

و بعد از زمان سعادت نشان فیروز شاه که او را ختم بادشاهان هند میگویند و بعد از وی مجموعه سلطنت ایں دیار قطعه شده و مانند ملوک آفاق در هر ناصیه بادشاهی پیدا آمده در زمان سلطان ابراهیم شرقی[۳] که در جانب جونپور پیدا شد قاضی شهاب الدین[۴] زاولی دولت آبادی که شهاب ثاقب و کواکب دری

۱؎ لامیۃ العجم - عربی زبان کا مشہور قصیدہ ہے جسے موید الدین اسمٰعیل بن حسین بن علی محمد الکاتب الطغرائی المتوفی ۵۱۳ھ نے ۵۰۵ھ میں بہ مقام بغداد نظم کیا ہے اور اس میں اپنی حالت اور زمانہ کی شکایت بیان کی ہے۔ کشف الظنون جلد دوم ص ۳۴۸

۲؎ مولانا احمد تہانیسری - مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی - قبر آپ کی قلعہ کالپی میں واقع ہے اخبار الاخیار ص ۱۴۰ سبحۃ المرجان ص ۳۶ ماثر الکرام ص ۱۸۶ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۱

۳؎ سلطان شمس الدین ابراہیم بن مبارک شاہ - جونپور کی سلطنت شرقیہ کا تیسرا حکمراں ۸۰۳ھ سے ۸۴۴ھ تک حکمراں رہا ہے بڑا ذی علم اور علم دوست و فرماں روا گذرا ہے اس کے حالات کے لئے دیکھئے تاریخ فرشتہ جلد ۲

۴؎ قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی شاگرد مولانا خواجگی و قاضی عبد المقتدر الشریحی - وفات ۲۵ رجب ۸۴۹ھ بہ مقام جون پور مسجد سلطان ابراہیم کے جانب جنوب ان کا مزار واقع ہے اخبار الاخیار ص ۱۴۳ - سبحۃ المرجان ص ۳۹ ماثر الکرام ص ۱۸۸ تذکرہ علمائے ہند ص ۸۸

ایں دیار است پیدا شد او را در زمان او ملک العلماء میگفتند اگرچہ دراں زمان دیگر علما ہم بودند اما قبولی و شہرتی کہ اورا حاصل شد دیگری را نبود خود تصنیفات دارد آثار موسوم بسمت قبول و اشتہار مثل حواشی کافیہ[1] کہ منقح ترین تصنیفات اوست و ارشاد[2] و بدیع البیان[3] وغیراں و بربزدوی[4] نیز شرحی دارد نا تمام و تفسیری دارد مسمیٰ بحر مواج[5] بعبارت فارسی کہ در رعایت سجع تکلفہا نمودہ و بجہت آں الفاظ

---

[1] حواشی کافیہ۔ کافیہ امام جمال الدین ابن حاجب المتوفی ۶۴۶ھ کا مشہور متن ہے۔ قاضی شہاب نے اس پر مبسوط حواشی لکھے ہیں جو شرح کافیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حاجی خلیفہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کشف الظنون جلد دوم صفحہ ۲۵ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر (۱۶۵) پر موجود ہے۔

[2] ارشاد۔ یہ رسالہ علم نحو میں ہے اور ۱۳۰۹ھ میں حیدرآباد میں طبع ہوا ہے اس کا ایک خطی نسخہ جو ۹۶۸ھ میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر ۵۵ پر محفوظ ہے۔

[3] بدیع البیان۔ یہ رسالہ علم بلاغت میں ہے۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے اس کا نام بدیع المیزان لکھا ہے۔ سبحۃ المرجان صفحہ ۳۹ مآثر الکرام صفحہ ۱۸۹

[4] شرح بزدوی۔ امام فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی المتوفی ۴۸۲ھ نے اصول فقہ میں ایک متن لکھا ہے جو نہایت مشہور ہے اور عام طور پر اصول بزدوی کہلاتا ہے قاضی شہاب الدین نے اسی کی شرح لکھی۔

[5] بحر مواج۔ ضخیم تفسیر ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک مکمل نسخہ چار جلدوں میں فن تفسیر کے نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۸ پر موجود ہے۔ علاوہ ازیں دو ناقص نسخے اسی فن کے نمبر ۹۶ و ۲۹۸ پر موجود ہیں۔ پہلی جلد جس میں صرف سورۂ بقر کی تفسیر ہے۔ ۱۲۹۷ھ میں لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے۔

وعبارات حشو و لاطایل بسیار آورده و باقطع نظر ازاں کتابی مفید و نافع و قابل تنقیح و تہذیب است و بعد از قاضی شہاب الدین مولانا شیخ الہداد[1] جونپوری کہ مردی ملا و درویش بود و نیز قلم بہ تالیف و تحریر جاری ساخت و حواشی قاضی[2] را شرح کرد و بر ہدایہ[3] و مدارک[4] و بزدوی نیز شرح نوشت سوالہای وی قوی تر از جواب ہاست و جماعہ[5] دیگر از اہل آں دیار نیز حواشی قاضی را شرح کردہ اند ولیکن شرح میاں الہداد نسبت بایہا قوی تر و موجہ تر است و متعارف دراں دیار از علوم صرف و نحو و فقہ و اصول فقہ بود و علوم دیگر از معقولات قلیل و نادر بلکہ معدوم بود و یکے از شعرای زماں سلطان فیروز بلکہ بالاتر ازاں مطہر کڑہ[6] بود سخن وی خالی از فصاحتی و

---

[1] شیخ الہداد جونپوری سنہ ۹۲۳ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے سلطان سکندر لودھی کے معاصر تھے حالات کے لئے دیکھئے اخبار الاخیار صہ ۱۸۸ سبحۃ المرجان صہ ۔ مآثر الکرام صہ ۱۹۲ تذکرہ علماے ہند صہ ۲۵ منتخب التواریخ صہ ۸۶

[2] حواشی قاضی سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب حواشی کافیہ مراد ہے ۔ دیکھو نوٹ (۱) متعلقہ صفحہ (۱۶)

[3] ہدایہ فقہ کی مشہور کتاب ہے جسے شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی سنہ ۵۹۳ھ نے تصنیف کیا ہے ۔

[4] مدارک سے مشہور تفسیر مدارک التنزیل و حقایق التاویل مراد ہے جسے امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی المتوفی سنہ ۷۰۱ھ نے تصنیف کیا ہے ۔

[5] شرح کردہ اند ۔ شیخ صفی الدین بن نصیر الدین ۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے دختر زادے تھے انھوں نے بھی قاضی صاحب کے حواشی کافیہ کی شرح لکھی ہے جس کا نام غایۃ التحقیق ہے ۔

[6] مولانا مطہر متوطن شہر کڑہ ۔ مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی دیکھو اخبار الاخیار صہ ۸۳ ۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ ان کے دیوان میں پندرہ ہزار بیت ہیں اور ان کی اولاد اکبر کے عہد تک لکھنو

وبلاغتی نیست دیوانی دارد، ورقصایدکہ دریں روزگار کمیاب بلکہ نایاب ست در اخبار الاخیار چند بیت از وے درذکر شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ نوشتہ شدہ است و درہمان جزو زمان مغیث ہانسوی[1] نیز شخصی بود کہ بعالم فضیلت لبتی داشت در بیان صنائع وبدائع رسالہ دارد اما مشہور نیست وذکری ازیں مرد نیز درذکر شیخ نصیر الدین محمود رفتہ است۔

دیگر ظہیر دہلوی[2] بود کہ شیخ جمالی اور ا ظہیر میخواند بجہت عدم رطوبت سخن وی وایں شیخ جمالی[3] درزمان سلطان سکندر لودہی ونصیر الدین ہمایون بادشاہ وازاکابرشہر

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) میں سکونت پذیر تھی۔ منتخب التواریخ ص۶۲

[1] شیخ مغیث الدین ہانسوی دیکھو اخبار الاخیار ص۸۱۔ محمد بن قوام بن رستم لخی نے ۹۵۴ھ میں مخزن الاسرار نظامی شرح لکھی ہے اس کے دیباچہ میں شیخ مغیث الدین کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اس زمانہ میں علم وفضل میں بے نظیر اور معانی وبیان میں بے عدیل ہیں اور ان کی تصنیفات سے ایک کتاب بدیع الحکایات بھی بتائی اور اسے چند ابیات بھی نقل کئے ہیں۔

[2] مولانا ظہیر دہلوی۔ سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق (۷۹۶ھ تا ۸۱۵ھ) کے درباری شعرا سے ہیں۔ ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید نقل کئے ہیں اور ان کی نسبت لکھا ہے کہ الحق بعد از قاضی ظہیر شاعرے کہ شعرش کرلے خواندن کمتر در ہندوستان برنخواست۔ منتخب التواریخ ص۲۷۳ ج۱

[3] مولانا جمالی دہلوی۔ شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید اور سلطان سکندر لودہی کے ندیمان خاص سے تھے انھوں نے عرب وایران کی سیاحت بھی کی تھی۔ دوران سفر میں مولانا عبد الرحمن جامی اور شیخ جلال الدین دوانی سے ملاقات کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا۔ ہمایون بادشاہ کے زمانہ میں ۱۰ ذی القعدہ ۹۴۲ھ کو ان کا انتقال ہوا اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ سیر العارفین کے نام سے ہندوستان کے مشائخین کرام کا تذکرہ لکھا ہے۔ اس کو خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی سے

بود دیوانی دارد مشتمل بر قصیده و غزل و کتاب مثنوی نیز دارد مسمی بمہر و ماہ و بعد از وی پسر وی حیاتی[۱] فطرت و سلیقہ درست داشت اگر دریں زماں می بود در شعر سر آمد روزگار می شد میگویند کہ تاریخی نوشتہ بود بنام سلیم شاہ مصنوع مطبوع کہ باقی نماند ودر زمان ما قریب بایں زمان والد کاتب الحروف شیخ سیف الدین[۲] بودند کہ سیفی تخلص میکردند ودر میان اقران خود از اہل ہندوستان در سلامت سخن و درستی زبان ممتاز بودند و رفتن آں عزیز از سر این مسکین مطابق آں بیت ست کہ میر خسرو در مرثیہ پدر خود گفتہ است

سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم ماند — دریا رواں شد و دُرِ یتیم ماند

وایشاں را رسایل ست بر طریقہ تصوف و توحید و اشعار بسیار بود کہ اگر مقید بجمع و تدوین آں می شدند دیوانی بہم میرسید ولیکن بے توجہی و بے تعلقی ایشاں بمراسم عرف و عادت براں داشت کہ مقید برآں نشدند و بر مشرب ایشاں مذاق توحید غالب بود جملہ از احوال ایشاں در خاتمہ اخبار الاخیار مذکور است از انجا بر حقیقت حال کہ ممکن نیست اطلاع براں مطلع میتواں شد و عم بزرگوار ایں خاکسار

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) شروع اور اپنے رشد شیخ سماء الدین کے تذکرہ پر ختم کیا ہے۔ یہ تذکرہ ۱۳۱۱ھ میں دہلی میں چھپ گیا ہے بقول ملا عبدالقادر بدایونی کے ان کے دیوان میں آٹھ نو ہزار ابیات ہیں۔ مثنوی مہر و ماہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار صہ۲۱۲ منتخب التواریخ صہ۸۶ وصہ۸۷ تاریخ فرشتہ جلد اول صہ۱۸۱ محبوب الالباب صہ۲۳۷ تذکرہ علمائے ہند صہ۴۲

[۱] حیاتی فرزند مولانا جمالی ان کا نام عبدالحی ہے ۹۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۵۹ھ میں انتقال کیا اخبار الاخیار صہ۲۱۸

[۲] شیخ سیف الدین سیفی ان کا انتقال ۹۹۰ھ میں ہوا۔ حالات کیلئے دیکھئے تکملہ اخبار الاخیار صہ۲۹۳ تا صہ۲۹۴

شیخ رزق اللہ[1] مشتاقی تخلص داشتند از نوادر روزگار و مروی کامل و مستقیم و سالک طریق قویم بود و از اہل عشق و محبت بود و بزبان فارسی و ہندوی سخنان دل پسند دارند و بیان ایشان کہ بزبان ہندلیت مشہور داشت و تاریخ واقعات مشتاقی کہ دراحوال سلطان بہلول لودہی وغیرہ اوست تصنیف ایشان است و در فارسی مشتاقی تخلص دارند و در ہندوی راجن و مولانا حسین نقشی و شیخ تاج الدین[2] و مولانا علی احمد نشانی نیز از فضلا و شعرا و اصفیای وقت بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر از علماء و فضلا و شعرا دریں شہر و شہرہائے دیگر از ہندوستان بودند کہ ذکر ایشان طولی دارد و قصد متعلق بذکر جماعہ از گذشتگان شدہ کہ اثری و تالیفی گذاشتہ نہ ذکر اسمار اشخاص و یکی از آنہا کہ دریں خبر و زمان زبان بشاعری کشادہ و داد سخنوری دادہ است فیضی[3] آگرہ است کہ در فصاحت و بلاغت و متانت و رصانت سخن ممتاز

---

[1] شیخ رزق اللہ مشتاقی ۸۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ۲۰ ربیع الاول ۹۸۹ھ کو انتقال کیا۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار ص ۱۶۷۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۹۳ ان کا تخلص فارسی میں مشتاقی اور ہندی میں راجن تھا۔ ہندی میں انھوں نے دو رسالے لکھے ہیں۔ پیم آن اور جوت نرنجن یہ دونوں منظوم ہیں واقعات مشتاقی کے لئے دیکھو ایلیٹ کی تاریخ ہند جلد چہارم ص ۵۳۴

[2] مولانا حسین نقشی اور ان کے فرزند علی احمد نشانی دور اکبری کے مشاہیر علما سے تھے ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے کہ پدر و پسر دونوں کو مہر کنی میں کمال حاصل تھا۔ لوگ ان کی مہروں کو نادرہ روزگار سمجھ کر بطور یادگار ایران خراسان اور عراق میں لے جاتے تھے۔ منتخب التواریخ ص ۳۰۳ علی احمد نشانی جہانگیر کی مجلس سرود میں جلوس کے پانچویں سال شب دوازدہم محرم ۱۰۱۹ھ کو انتقال کیا ان کے انتقال کا واقعہ خود جہانگیر اپنے تزک میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے دیکھو تزک جہانگیری جلد اول ص ۸۴

[3] شیخ فیضی فرزند شیخ مبارک ناگوری۔ ان کے حالات و تصنیفات کے لئے دیکھو دربار اکبری ص ۲۵۹ شعر العجم جلد سوم ص ۳۱

روزگار بود لیکن حیف که بجهت وقوع و هبوط در بادیه کفر و ضلالت رقم زده انکار و ادبار بر خود کشیده است و زبان اهل دین و ملت و دوستان و منتسبان جناب نبوت را از بردن نام وی و جاعد شوم دی پاک دار و تاب الله علیهم ان کانوا مومنین و از انچه بشارت میدهد بخت اهل این روزگار به نعمتی که واجب است شکر آن بر ذمه اهل انصاف وجود فرزند مسعود و نور دیدهٔ دانش و بینش نور الحق الملقب[1] به مشرقی ست که شروق نیر فضل و کمال وی در هر دو طریق دانشوری و سخنوری باوسط السماء استوا و اعتدال نزدیک به سمت الراس رسیده است یقین هست که اگر وی توجه بر گمارد و بر طریقه شعرای زمانه شب و روز به مشق سخن و فکر بشعر روی آرد خمسه نظامی و خسرو را تتبع تواند کرد و جواب گفت ولیکن توجه و اشتغال وی بجانب علم و صلاح و نفس الامر غالب آمده نمیگذارد که بطرف شعر و طریقه شعر روی آرد پروردگار جل و علا کوکب سعادت و اقبال او را از افول و نزول نگاه دارد و فرزند عزیز محمد ما نیز در علم و فضل تالی و تابع برادر ست و جوهر طبع او بجودت و سلامت و قوت و در علم و عمل خصوصًا بعلم شریف حدیث موصوف و ممتاز است بلغه الله مبلغ الرجال

وصل

چون سخن باینجا رسید قلم حیران بایستاد و سر رشته گم کرد گویا فراموش کرد که غرض از تمهید و ترتیب این مقدمات و ذکر این حکایات و شرح کلمات چه بود و موضوع مسئله که بود و من چون از اصل مقصود واقف بودم و بر باطن وی نیز اطلاع داشتم دانستم که چه میخواهد و کرا می جوید و یاد که میکند خود را از وی بلکه از خود نیز دزدیدم و روی در گریبان حیا و تشویر پیچیدم پس نگاهی بجانب من کرد که حال چیست و موجب ملال چه و گفت چه می اندیشی شرم از که داری بگو انچه باید گفت و بیاره آنچه

---

[1] نور الحق مشرقی ان کا انتقال ۱۰۹۳ھ میں ہوا ہے۔ حالات کیلئے دیکھو سبحة المرجان ص۵۳، ماثر الکرام ص۲۱۱، تذکرہ علمای ہند ص۲۴۵

داری گفتیم شرم ازاں دارم که سخن در باب علم و فضل و علما و فضلا میرود و آنکه در هر دوری نوبت به که رسید و سکه بنام که زدند که این کار را نو کرد این امر را تجدید نمود و من مفلس بینوای بی پایه را چه یارا که درینجا دم زنم و چه مجال که درین مقام بایستم و به چه نسبت خود را بنام و بکدام مناسبت زبان کشایم گفت تواضع نیکوست و خیتمه کرام است من تواضع تواضع لله رفعه الله ولیکن در راستی جای و صدق مقام تکلف است انچه راستی است بی تکلف باید گفت و گوهر صدق در رشته انصاف سفت

براه تکلف مرو سعدیا — اگر صدق داری بیار و بیا

دیگر عذر چیست من خود هم زبان و هم راز و همدم و هم ساز توام و هر چه از دل تو بر آمد همه بر زبان من رفته و در ضمیر من گذشته است حالت سخن ترا من نیک می دانم و عیار دانش ترا بهتر می شناسم و آنکه حاسه فطرت وی سلیم ست و ذائقه ادراک وی صحیح نیز لذت آن خواهد یافت و داد انصاف داد رحم الله من انصف

بس هر نامه که آ صف نوشت — قد رحم الله من انصف نوشت

و خود طالبان بسیار ند و ذوقها مختلف و مقاصد و مطالب متعدد یکی طلب و ذوق چیزی دارد و مقصود و مطلوب او طریقی ست و دیگری را حال بر عکس افتاده اگر یک معلول منکوس الحال صفراوی مزاج را حلاوت چیزی در کام وقت شیرین نفتد زبان ندارد و همه چیز برای همه کس نیست و لله الحمد که در سخن از جادهٔ دین بیرون نیفتاده و عنان بدست نفس و هوا ندادهٔ و اگر احیانا بجهت غلبه حال و انبساط وقت از من طغیانی و جوشی پیدا آمده و مستی سر برزده باشد تو بدستاری توفیق و نصرت و تائید حق بدرشتی و نرمی مرا ازان ورطه بیرون کشیده براه راست آوردهٔ و در حاق وسط طریق مستقیم جاری گردانیده و این وصیت که مشائخ برای تو نوشته و لا یتکلم بالحقایق و الرقایق بل بین للناس علم المعاملات و ما یستنبون به عن العیوب بجای آورده سخن را از ابهام

دابهام وشطح وطامات نگاہداشته وبخوض درکشف حقایق وجود وحقیقت ذات
حق وصفات وی عز وعلا جرأت وگستاخی ننموده وازدائره عبودیت بیرون نرفته
وچون دیگران درمقام عزت جناب نبوت وادعا کمال به متابعت وتحلی باحوال
شریف واتصاف بصفات وی صلی الله علیه وسلم ازطریق تادب بدر نیفتاده وغرور
واعتماد بنفس دراحوال ومقامات مقربان درگاه وبزرگان راه نه پیچیده وزبان
ازطعن وتنقیص عزیزان وبزرگان نگاہداشته ازراه دیانت واحتیاط پای نکشیده
درورطه گستاخی وخلاف فرو نرفته واگر فضلا وشعرا دفاتر ودواوین درفنون شعر ومدح
ملوک وامرا ودراطوال عشق بازی مجازی افسانه خوانی وقصه پردازی کرده در دام هزل
ولهو ولعب افتاده اند تو باری کتب وصحائف درعلوم شرعیه وتفسیر کتاب الله وشرح
واحادیث رسول الله ونعت ومنقبت انبیا وا ولیا وحالات ومقامات وحکایات
ایشان جمع کرده وبصراط مستقیم وطریقه قویم دلالت وہدایت نموده درهوای ضلالت
وکوطبیعت فرو نرفته زدار وزد این انشاء الله کتاب را اصحاب الیمین بدست راست
تو دهند وبخواندن کتاب الابرار که در علیین ست امر کنند آن زمان که چه خوانده و
چه نوشته چنانکه امیر خسرو گفته است ؎

باش تا پرده براندازد جهان از روی کار | آنچه امشب کرده فردات گردد آشکار

ودر قران السعدین خطاب بنفس خود کرده فرموده است **مثنویات**

نامۀ عمرت بسوادی گزشت | عمر به بیهودن بادست گزشت
سوخت دلت زین رقم دود خام | پخته نشد در پی سودای خام
زانچه بگفتی به خطا وصواب | چونت بپرسند چه گوئی جواب
این رقم امروز که سودای تست | سلسله گردن فردای تست
گیر که نقلت سخن از در کند | کس به در وغی چه تفاخر کند

تا بود اندر فن شهرت هوس — جز بدروغت نبرد نام کس
حاصل تزویر کم و کاستی است — رستن مرد از سبب راستی است
راستی آور که دروغت بس است — هر چه چنین ست چه نیکو کس است

وگفت قلم من میدانم که بعد از امیر خسرو رحمة الله علیه درین شهر و دیار آنچه از تو در کثرت تصنیف وجود و اشتهار یافته از دیگرے نشده فرق همین است که تصنیفات حضرت میر در شعر است و تالیفات تو در شرع اگر طبائع اهل عالم باشعار مولع و شغوف ست اما حال خواص اهل دین بخلاف آن موصوف ست وشکر دیگر آنکه سخنان ترا گوارائے هست وکلمات ترا حلاوتی بخشیده اند که در درون اهل قبول جای میکند و بکام ارباب ذوق شیرین می آید و برهان باطن برین بشارتیست که از زبان بعضے ناظران عالم غیب که خوانندگان صحیفه لاریب اند یافته و نشان ظاهر آنکه خواطر خواص از آن راضی و ایدی عوام به نوشتن آن متقاضی است بهر تقدیر آنچه از غیب است بے عیب است هر چه تازه است لذیذ است بیار آنچه میدانی وتوکل علی الله الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصالحین۔

وصل

عالی که قلم این سخنان خوش آمد آمیز بمن گفت چون روئے براستی داشت تاثیری کرد از خواب غفلتی وگم نامی که فرو گرفته بود قدری بیدار ساخت و بین النوم والیقظه چیزے حالتی دست داد گوش برآواز وئے نهادم که چه میگوید و بکنه تفصیل سخن در نرفته و اول و آخر آن به تمام نه فهمیده این مقدار فرا گرفتم که ولی می دهد همتی می بخشد نفسی بخود آمدم و خواستم که برخیزم و کمری بربندم و در خانه وجود موجود خود نگاه کنم مگر چیزے بیابم که پیشکش اصحاب کنم به قیاس عقل در رفته و حساب کار فهمید بحکم صاحب البیت ادری بما فیه دریافتم که متاعی در خانه نیست که بر سر بازار توان

آورد دروی خریدار تواں دید۔ خاطر ازیں معاملہ جمع کردہ واز سود و سرمایۂ آں نومیگشتہ
بموجب فی الیاس راحۃ سر بر بستر استراحت نہادم و بقلم کہ مبالغہ دریں کار داشت
گفتم کہ اے دوست دلنواز و اے یار غمگسار مرا دریں معاملہ معذور دار کہ در چہار گوشۂ
خانۂ خود بدیدۂ امعان و انصاف دیدم چیزی نمی یابم کہ بکار آید جز آں کہ در طاق خانۂ
ورقی چند ابتر و پریشان افتادہ می بینم تو خود برو دیدہ بیں اگرچہ کار آمدنیست برگیر و بنویس
و بہا ایں معاملہ بتو می سپارم و ترا وکیل و خلیفہ خود می سازم کہ اگر سہوے و خطاے راہ یابد
منسوب بتو باشد و من تہمت زدہ نشوم و در اصل وجود و ظہور آں ہمہ نیست و توئی نگارندہ
و از کتم ضمیر بر زبان آرندہ آں تحت علم بالقلم ذکر کرد و بعد ازاں علم الانسان مالم یعلم
گفت توئی ناودان فیض توئی کاروان علم توئی پاسبان فہم توئی نگہبان دانش گفت
من چیستم و کیستم من خس ام مرا از زمین برداشتہ و بر دست عنایت و اہتمام گرفتہ بحرکت قسری
میدارند و آلت کار کتابت می سازند غایت کار و مبالغہ در اعتبار من آنست کہ مرا در
مرتبۂ زبان بنہند کہ البیان باللسان و بحقیقت زبان آلت عبارت و سخن افراشتن
است و من واسطۂ کتابت و حروف نگاشتن عرائس معانی از وی لباس الفاظ و عبارت
پوشندہ و از من در حلیۂ حروف و کتابت جلوہ گر شوند تو مرا از خاک مذلت بردار و بدست
عزت بگیر و تربیت کن و کار فرماے از تو و کارگزاری از من خادم پروری از تو و خدمتگاری
از من ایں سخن از قلم شنیدم و جواب ناداہ بخواب تغافل رفتم چوں ہم دریں خیال بخواب
رفتہ بودم دراں عالم نیز می بینم کہ ہمی فکر و ہمیں اندیشہ دامن گیر حال و پیرامون گرد خیال
است و بصورت خواب در تکلف برمیخیزم و چشم میکشائم قلم را می بینم بر بساط ہمت دل نہادہ
و سر از پا نشناختہ در خدمت ایستادہ زبان خواہش دراز و نغمہ آز در ساز دارد و مرا
بمن نمی گذارد و سر ازیں سودا باز نمی دارد ایں بار چوں رسم تکلف از حد گذشت و مجال
حیلہ تنگ آمد گفتم بگو چہ می گوئی و بخواہ ہرچہ میخواہی ظاہر آں میخواہی کہ ایں خرافات

چند کہ آنرا تصنیفات و تالیفات نام می نہند برروئے کار آرم و عدد آنہا بشمارم و نام ہائے آں را بر صفحۂ اظہار بہ نگارم و آں را در رشتۂ تنسیق و ترتیب در آرم گفت ایں خود حکایت و غرض از اول ہم نیز ہمیں بود ایں چنداں کاری نیست و بر طبع از اں باری نہ آں ہمہ نوشتہ گیرد نگاشتہ شما اکنوں آرز وے و خواہشی دیگر در دل راہ می یابد کہ از گزشت احوال خود چیزے بگوے و از مبادی حال تا اکنوں کہ آخر صحبت است بخوانی کہ چہ کردی و کجا بودی و چہ دیدی و چہ نمودی اکنوں ور چہ فکری و چہ خیال داری بگو اگر طاقت مجال مقال داری ؎

سخن دوستاں خوشست بگو — نالہ عاشقاں نکوست بنال

گفتم ایں سخن بے فائدہ و لا طائل است و موجب تضیع وقت و حکم تحصیل حاصل دارد مجموع اوقات و احوال سہ حالت است طفلی و جوانی و پیری طفلی نادانی است جوانی پریشانی پیری ناتوانی۔ طفلی قصور است جوانی غرور پیری فتور طفلی پستی ست و جوانی مستی و پیری سستی مرا خود حاصل غم ہمیں دو نشاط بود۔ خردی و پیری و جوانی ندانم کہ چیست و متمتع از جوانی کیست ؎

من ندانم کہ زندگانی چیست — کامرانی چہ و جوانی چیست
روزگاری خوشی کرا گویند — دل خوش در جہاں کجا جوید
وصل با کام دل چہ می باشد — کامیاب از جہاں کہ می باشد
آنکہ او دید چہرہ مقصود — کیست در عالم و کہ خواہد بود
آنکہ مقصود یافت در عالم — کہ بود زندہ با بہ اعلم

مجمل احوال فقیر دریں فقرہ مندرج است دیوانی حقی کہ حیران و سرگردان راہ تنزل و ترقی است۔ محبوبی بود کہ چندگاہ بہ تاثیر صحبت فرزانگان بحکم الجنون فنون در احاطہ و احراز فنون کوشید و در آخر بہ مصداق الجنون فنون بے حوصلگی نمودہ ہم بر سر

جنوں رفت ہے

قصہ ام را مکن اے ہمدم حاصل تکرار — کاول و آخرا و جملہ جنونست و جنوں
گر فنوں جملہ شد آں نیز جنونی بودست — بشنو از مردم عاقل کہ فنون است جنوں

اگر اختصار کنند حاصل قصہ عالم دریں یک کلمہ تمام است کہ گویند پیدا گشت و ناپیدا شد بود و نابود شد نمودند و ربودند گفت حقیقت ہمیں است کہ گفتی و گوہر راز در رشتہ اختصار و ایجاز سفتی اما درسماع تفصیل حال سالکان و بہ مقصد رسیدگان عجب تہنیست مرطالباں را کہ باعثہ طلب را قوی گرداند و تازیانہ ایست کہ مرکب شوق را نیز راند و گرنہ آں باشد باری بر ہر تقدیر بر سامعہ ترانہ نواز دکہ دل را مشغول بہ آں سازد و گفت من می دانم کہ عنایت و توفیق الٰہی دستگیر حال تو شدہ ترا در کارے داشتہ و از نعمتہائے نامتناہی خود محروم نگذاشتہ است از عجب دریا بر آمدہ و از شیوۂ خود ستائی و خود نمائی مطلق تہی شدہ بگوی دور راہ کذب و مبالغہ مپوی و اما بنعمۃ ربک فحدث گفتم تفصیل آں نیز در مواضع متعددہ مذکور و مسطور است مبادی احوال درخاتمہ اخبار الاخیار کہ در ذکر مشائخ ایں دیار است و اوسط در جذب القلوب کہ تاریخ مدینہ مطہرہ است و منتہا در زاد المتقین کہ در ذکر مشائخ حرمین شریفین است ولیکن مجملی از آں بہ طریق اختصار و بعضی از انچہ کہ دراں کتب مذکور و مختار نشدہ بیارم تا بہ ذکر ایں غرض کہ تعداد و ترتیب تالیفات ست اتصال و انجزار یابد بدانکہ چوں صانع پروردگار از اول فطرت ایں غریب خاکسار را مشار خاص مخصوص گردانیدہ بود ہم در عنفوان جوانی کہ آوان نشو و نما کامرانی است اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کردہ و تکمیل نمودہ و بعد از تحصیل و استفادہ بتدریس و افادہ مشغول شد و ہمدریں ایام بہ توفیق و تائید الٰہی بہ حفظ قرآن مجید مشرف شدہ و بہ جاذبہ غیبی ترک دیار مفارقت اہل و عیال گفتہ و در وادے طلب و غربت افتادہ بہ موطن ارواح و مستقر قلوب کہ بیت رب العالمین و درگاہ سید المرسلین است روئے آوردہ بہ انعام عام و خاص بہ طریق عموم و اختصاص

از آنحضرت مشمول و مخصوص گشته و به سعادت لقای شریف وی صلی الله علیه وسلم مکرر مشرف
شده و استماع حدیث در منام از حضرت سید انام علیه الصلوٰة والسلام بے واسطه نموده
و بشارتها به مقصود یافته مدتی به تجوید قرآن عظیم و علم قراءت و خدمت علم حدیث رسول کریم
مشغول شده و به اجازت نامه عام شامل و کامل تمامه کتب احادیث و سائر علوم دینیه
از علمای کرام آن عالی مقام علیهم رحمة الله الملک العلام خصوصاً از حضرت شیخ اجل اکرم
اوحد و اعدل عبدالوهاب متقی قادری شاذلی قدس الله روحه و اوصل الینا فیوضه و
فتوحه به تلقین ذکر و اشیار خلوت و خلافت و برکت و مشرف و فائز شده به نعمتهاے بشارت
از خدمت وی در حصول انوار و آثار نتایج و ثمرات برکت و التزام مقام صدق و استقامت
در نشر علوم دینی و حصول هوا هیبت یقینی مشرف و مبشر گشته رجوع و عود بوطن مالوف مامور
و مکلف گشت و هر چه بر زبان قلم من ازیں باب جاری شده همه از رشحات باطن و ظاهر
آن خاطر دریا مقاطرست و ایں توالیف که معدود خواهند شد وجود آن بعد از قدوم
برکت لزوم ایں سفر مبارک اثر است مگر اخبار الاخیار و آداب الصالحین و یک دو
رساله دیگر در نحو و مناظره که تسوید آن پیش ازاں در اثنائے طالب علمی صورت یافته بود
و به تبییض و ترتیب و تنقیح آن نیز بعد ازاں اتمام یافت و اکنوں ابتدا از احصار توالیف سخن
تمام کنیم و چوں در اسامی آن رساله جدا مسمی به تالیف قلب الالیف بکتابه فهرست التوالیف
نوشته شده بود به هماں صورت نقل کنم و چوں آن کتب و رسایل در هم بود بعضے به لفظ عربی
و پاره به زبان فارسی وصف عربی به عربی کرده شد و فارسی به فارسی و هذا

فہرست تصنیفات شیخ عبدالحق محدث دہلوی

الموسوم بہ

تالیف قلب الالیف بکتابۃ فہرست التوالیف

الحمد للہ منزل الکتب السماویہ والصحف المکرمۃ المرفوعۃ المطہرۃ علی الارواح
القدسیہ العلویۃ الرسلیۃ لہدایۃ النفوس السفلیۃ الارضیۃ والصلوۃ التامۃ المبارکۃ
الزکیۃ البہیۃ علی الجوہر الاول والآخر المحمدی حافظ اللوح المحفوظ مبیّن الکتاب المبین
وعلی اہل بیتہ الاطہار وصحابتہ الاخیار واتباعہ الابرار سفری الکتاب ومفصلی الخطاب
ومحیی علوم الدین سپاس وستایش مرپروردگار علی الاطلاق ومفیض اقسام ارزاق راکہ عطائے
اورا پایان نیست وفیض اورا انقطاع نہ خدائے بے مانند بے ہمتا کہ بخشندۂ عطایا وبخشایندۂ
خطایاست تعالی شانہ وعظم برہانہ وجل جلالہ وکثر افضالہ ودرود نامعدود ورحمت نامحدود بر
فہرست دیوان رسالت وملخص کتاب سفارت کہ بہتر عالمیان ودانش آموزانس وجان و
استاد پیشینیان وراہ نمائے پسینیان ست وبر فرزندان ویاران او کہ مجموعۂ فضل وکمال
وجامع مراتب علم وحال وکتب علوم دین وابواب وفصول کتاب مبین اند افاض اللہ علینا
من انوارہم ونفعنا ببرکاتہم وبرکات علومہم۔ بعضے از اصحاب فضل وکرم کہ اہتمام بشان
فضل وعلم وعنایتی بحال این ضعیف داشتند بعضے از مسودات این مسکین را طلب می نمودند

تا مطالعہ کنند یا استکتاب نمایند و چوں در نظر دانش و بینش چیزی چناں نبود کہ بکار آید
و اگر بود در آنجا اقسام فنون متعدد بود از علوم بعضی بلسان عربی و برخے بزبان پارسی و نہمہ
کس کارآمدنی نہ فہرستی در تعداد آں نگاشتن عرض داشتم تا ہر چہ ازاں اختیار افتد و بہ مذاق
وقت موافق آمد بخدمت فرستم و بعد ازاں نیز ہر کس ازیں الواں کہ برمائدہ ام ہر چہ خوش
دارد فائدہ بردارد و انا معترف بقلۃ بضاعتے و عدم استطاعتے و ضعف بالی و شتاتت حالی
و قصور نظری و فتور فکری ملتمس از اہل فضل و ارباب کرم آنکہ عیوب و زلات ایں مسکین را
بہ پوشند و در اصلاح و تصحیح آنچہ از خطا و سہو راہ یافتہ باشند بکوشند و ارجو من اللہ الکریم
حسن القبول و نیل المامول او ست عیب پوش و عذر نیوش و ہو الکریم الوہاب۔

۱۔ **فمنہا** لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح[1] وہو اجل و اعظم و اطول و اکبر
ہذہ التصنیفات و قد جاء بتوفیق اللہ و تائیدہ کتابا حافلا شاملا مفیدا انا فعا فی شرح الاحادیث
النبویۃ علی مصدرہا الصلوۃ و التحیۃ مشتملۃ علی تحقیقات مفیدۃ و تدقیقات بدیعۃ و فوائد شریفۃ
و نکات لطیفۃ و احوال کیفیات مکتوبۃ فی دیباجۃ قریبۃ من ثمانین الف بیت

۲۔ **و منہا** اسماء الرجال و الرواۃ المذکورین فی کتاب المشکات اثنا عشر الف بیت و کسر

---

[1] لمعات التنقیح۔ امام بغوی ابو محمد حسین بن مسعود الفرا البغوی المتوفی ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید
و مکررات کو حذف کر کے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا۔
ولی الدین ابی عبد اللہ محمد عبد اللہ الخطیب نے اس پر نظر ثانی کی اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا ثانیاً
رواۃ حدیث کے نام اضافہ کئے ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اُن کا حوالہ بھی لکھ دیا جن سے صاحب مصابیح
انھیں اخذ کیا ہے اس ترتیب و تبویب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہو گئی اور اسے مشکوۃ المصابیح
کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان ۷۳۷ھ کو اسکی تالیف و تدوین سے فراغت حاصل کی۔ لمعات کمیاب ہے
اس کے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ فن حدیث نمبر ۳۰۱ ، ۳۰۲ ، ۸۳ ، ۱۰۳۳۔

۳۔ **ومنہا** اشعۃ اللمعات فی شرح المشکٰوۃ[1] شرح فارسی مشکٰوۃ است کہ در قدر و مرتبہ تلو شرح عربی است و در تنقیح وتہذیب وضبط وربط راجح وفائق و در حجم ضخامت زیادہ ازاں آں نیز بہ تائید ونصرت الٰہی سبحانہ شرحی نفیس لطیف مہذب مرغوب ومقبول آمدہ کتابت آں مقدار صد و سی ہزار بیت باشد۔

۴۔ **ومنہا** جامع البرکات منتخب شرح المشکٰوۃ مجموعہ آمدہ است شامل فوائد کثیرہ وعوائد غزیرہ در ہر باب یک دو متن حدیث ذکر کردہ و در باقی احادیث بر مضامین آں اقتصار کردہ واختصار نمودہ شدہ است وکتابت آں مقدار سی و دو ہزار بیت باشد۔

۵ **ومنہا** مدارج النبوۃ ومراتب الفتوۃ[2] در سیر حضرت سید مختار وامام المتقین والابرار صلی اللہ علیہ وسلم مقدار چہل و دو ہزار بیت۔

۶ **ومنہا** مطلع الانوار الٰہیہ فی الحلیۃ النبویہ مقدار یکہزار بیت

۷ **ومنہا** ذکر اجازت الحدیث فی القدیم والحدیث

۸ **ومنہا** اسماء الاستادین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۹ **ومنہا** فصول الخطب بیل اعالی الرتب

۱۰ **ومنہا** تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف فی باب اخلاص الصوفیہ قدس اللہ اسرارہم الصفیہ من الحکم علی ما صدر من اخبارہم عن احوالہم تحدیثاً بنعمۃ اللہ انہا من باب السکر

[1] اشعۃ اللمعات۔ بزبان فارسی شاہ صاحب نے اپنے لمعات کے بعد تصنیف کیا ہے برٹش میوزیم میں اس کا جو مخطوطہ محفوظ ہے اُس کی جلد آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے ۱۰۱۹ہجری میں تمام کیا ہے یہ کتاب دو جلدوں میں ۱۲۷۷ھ میں نولکشور پریس لکھنؤ میں چھپ گئی ہے۔

[2] مدارج النبوت۔ یہ کتاب ۱۲۶۴ھ میں مدراس میں اور ۱۲۸۱ھ میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی عبدالمجید ساکن پیلی بھیت نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو منہاج النبوت کے نام سے ۱۲۷۷ھ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

وغلبۃ الحال وبیان ان ہذہ الرسائل الاربعۃ مقدار ثلثۃ او اربعۃ آلاف تخمینا

۱۱ **ومنہا** الطریق القویم فی شرح الصراط المستقیم نام اصل متن سفر السعادت است که[1] وشہور میان مردم بہ صراط مستقیم شدہ و در وقت کتابت شرح چوں باسم اول مذکور ومسطور شد بہ ہمیں نام مسطور گشت۔ و اگر اسم ثانی را در نظر آرند سلوک طریق الافادہ فی شرح سفر السعادۃ نام نہند و کتاب مذکور تصنیف شیخ مجد الدین شیرازی صاحب قاموس ست، ومقصود وی دریں کتاب آنست که اعمال شریفہ حضرت نبوت را از عبادات وعادات باحادیث اثبات کردہ تصحیح نمودہ و برورد آں کار ہر آنچہ مخالف آں از مذاہب اربعہ واقع شدہ تصریح کردہ است پس در شرح تائید مذاہب اربعہ واثبات آں باحادیث خصوصا مذہب حنفی ومعارضہ کلام مصنف کہ ادعائے صحت احادیث موافق مدعائے خود نمودہ ورقم رود بطلان برخلاف آں کشیدہ است کردہ شدہ وایں حکایت در دیباچہ کتاب بہیا تر ازیں گفتہ شدہ است کتابے آمد حافل شامل نافع جامع طریقہ فقہ وحدیث مقدار کتابت وی قریب سی ہزار بیت خواہد بود

۱۲۔ **ومنہا** جذب القلوب الی دیار المحبوب[2] تاریخ مدینہ مطہرہ در بیان اسما وفضائل ومناقب ایں بلد کریم واحوال ساکنان وی از زمان قدیم وذکر فضائل مسجد شریف ومقامات متبرکہ واحکام وآداب زیارت قبر شریف واقامت در آں عالی مقام ورجوع بوطن بالخیر والسلام وبسط کلام در اثبات حیات انبیا علیہم السلام وذکر فضائل وآداب صلوٰۃ بر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سفر السعادۃ شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الفیروز آبادی المتولد ۷۲۹ھ بہ کارزرون والمتوفی ۸۱۶ھ بزبید ہے شیخ صاحب کی شرح ۱۸۷۱ء میں نولکشور پریس لکھنو میں طبع ہوی ہے اور ضخیم کتاب ہے

[2] جذب القلوب۔ یہ کتاب ۱۲۶۳ھ میں کلکتہ میں اور ۱۸۷۶ء میں لکھنو میں چھپی ہے۔ مولوی عبد الحق بن غلام رسول بن ولی اللہ نے ۱۲۷۹ھ میں بہ زبان اردو اس کا ترجمہ کیا جو مرغوب القلوب کے نام سے ۱۲۸۴ھ میں لکھنو میں چھپا ہے۔

وذکر بعضے از صیغ صلوات ماثورہ از صحابہ وسلف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
و ایں کتاب در متانت و رصانت الفاظ موافق شرافت و کرامت معانی آں نزدیک
بدرجہ قبول اہل وصول واقع شدہ است نزدیک بہ ہفت ہزار و پانصد بیت

۱۳- **ومنہا** احوال الائمہ الاثنی عشر خلاصۂ اولاد سید بشر مقبول و منتخب از
کتاب مستطاب فصل الخطاب و ترجمہ عبارات عربی وے و ترک سخنان فارسی علی حالہا کہ
بامر واجب الامتثال بعضی از ارباب کمال نوشتہ شدہ مقدار ہزار و پانصد بیت

۱۴- **ومنہا** زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار[1] فی مناقب الغوث الاعظم والنور الاتم
الشیخ محی الدین عبد القادر الحسنی الجیلانی رضی اللہ عنہ و کتاب بہجۃ الاسرار کتابیست مقرر معتبر
مذکور مشہور بین المشائخ والعلما صنفہا بعض عظار المشائخ المقریین وبینہ وبین الشیخ رضی اللہ عنہ
واسطتان وقد کتبت ترجمہ فی طبقات المقریین الذہبی اختصرہا الشیخ محمد الجزری وقال
قرأت ہذہ الکتاب علی الشیخ عبد القادر الاسطوطی وکان من کبار المشائخ بمصر اکثر من
ثلثۃ آلاف بیت

۱۵- **ومنہا** شرح فتوح الغیب[2] مسمی بہ مفتاح الفتوح لفتح ابواب النصوص و
فتوح الغیب از تصانیف عظیمۂ حضرت غوث اعظم ست کہ در تحقیق مقالات دین و کمالات

---

[1] اس کتاب کا پورا نام بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشائخ الابرار ہے۔ اور اسے
شیخ نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف بابن جہضم الہمدانی مجاور حرم نے حدود سنہ ۶۶۰ھ
میں تصنیف کیا ہے۔ اسمیں چالیس مشائخ ابرار اور صوفیا سے کبار کے حالات ہیں۔ ابتدا غوث اعظم شیخ عبد القادر
جیلانی کے تذکرے سے کی ہے اور اسکے نصف سے زیادہ حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۳۰۶ھ
میں مصر میں چھپی ہے۔ شاہ صاحب نے اس سے صرف حضرت غوث اعظم کے حالات اختصار کے ساتھ نقل کئے ہیں
اور مولوی عبد الاحد نے اردو ترجمہ کے ساتھ سنہ ۱۳۰۴ھ میں بمقام دہلی چھپوایا ہے۔

[2] یہ کتاب دہلی لکھنو اور بمبئی میں کئی بار چھپی اور عام طور پر ملتی ہے مولوی سید ابوالحسن نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے
جو لکھنو میں طبع ہوا ہے۔

اہل یقین موافق لسان رسالت وزبان نبوت است چنانکہ شان معارف صدیقان است فرمودہ اند دہ ہزار بیت

۱۶ و منہا الانوار الجلیہ فی احوال المشائخ الشاذلیۃ ذکر فیہ ثمانیۃ رجال من عظمائہم وعلمائہم باعث بر تصنیف این رسالہ وتحصیل این سعادت وتوقع ذکر این اعزہ بود در رسائل این فقیر نقل کلمات وحکایات ایشان چنانکہ در خطبہ رسالہ گفتہ شدہ است کلمات لطیف وفواید شریف وسخنان غریب از انفاس یقینیہ این قوم دارد کہ بغایت نافع وسودمند است قریب بہ چہار ہزار بیت

۱۷۔ و منہا زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین در احوال شیخ عارف کامل متبع علی متقی وخلیفہ راستین وی شیخ ولی مقتدا عبد الوہاب متقی قدس اللہ سرہما وبعضی دیگر از مشایخ از دیار عرب وعجم واہل حرمین شریفین زادہما اللہ تشریفا وتعظیما رسالہ ایست بسے مفید ونافع مر قاصدان صراط مستقیم وسالکان طریق قویم را دریں رسالہ تقریب بعضے احوال این غریب وتشرف بخدمت حضرت شیخ نیز مذکور شدہ است مقدار چہار ہزار بیت

۱۸۔ و منہا اخبار الاخیار فی احوال الابرار[1] در ذکر احوال مشایخ وعلما وصلحاء این دیار نسخہ اصل مقدار پانزدہ ہزار بیت بود ومتوسط دوازدہ ہزار ومنتخب آخر کہ قرار یافتہ نہ ہزار وکسری ومثبت دریں مجموعہ نسخہ متوسط است واین اول تصنیفے است کہ رقم زدۂ کلک این مسکین شدہ است اگرچہ بحسب لفظ وعبارت نہ دراں مرتبہ است ولیکن بہ سبب اشتمال بر احوال وحکایات وکلمات بزرگان بغایت شیوع واشتہار موسوم گشتہ است۔

۱۹۔ و منہا تاریخ سلاطین ہند[2] اصل مسودہ مقدار سہ ہزار بیت بود وبعد از ضم احوال سلاطین اکناف واطراف این ولایت کہ در جمع سابق ناقص ماندہ بود بہ چہار

---

[1] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۲)

[2] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۱)

ہزار بیت و چیزی رسید و مسمی بذکر ملوک کہ متضمن تاریخ اوست گفت

۲۰۔ **ومنہا** تحقیق الاشارۃ الی تعمیم البشارۃ فی اثبات البشارہ بالجنۃ لغیر الاصحاب المشہرین بالعشرۃ المبشرۃ وعدم اختصاصھم بہا و بیان سبب اشتہار ہم بذلک و عدۃ مباحث متعلقہ بہذا الباب مع ذکر شئی من قواعد اصول الحدیث فی مقدمۃ الکتاب و ایراد نبذۃ من فضائل اہل بیت الرسالۃ سلام اللہ علیہم فی خاتمۃ الکتاب واللہ الملہم الصواب والیہ المرجع والمآب۔ نزدیک ثلثۃ آلاف بیت

۲۱۔ **ومنہا** جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوا لدین جمعت فیہ مقاصد مختلفہ فی ابواب العلم وارجوا من اللہ ان یوفقنی بشرحہا انہ خیر موفق و معین مقدار خمسائیہ بیت

۲۲۔ **ومنہا** ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین

۲۳۔ **ومنہا** المطلب الاعلی فی شرح اسماء اللہ الحسنی وصفاتہ العلی ہزار و پانصد

۲۴۔ **ومنہا** ترغیب اہل السعادات علی تکثیر الصلوٰۃ علی سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم مشتمل بر فوائد ایں عمل عظیم الشان و ذکر صیغ ماثورہ در آں و ذکر صلوات منقول از بعضی مشائخ عظام علیہم التحیہ والاکرام قریب ہزار بیت و پانصد بود بعد ازاں ضعیفین آں ہدر گشتہ۔

۲۵۔ **ومنہا** الاجوبۃ الاثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی سید البشر رسالۃ حوت توجیہات التشبیہ الواقع فی الصلوٰۃ علی نبی الکریم اللہم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم جمعتہا فی مجلس واحد من وقت السحر الی طلوع ذکاء مع ما وقع فی البین من الصلوٰۃ والورد والدعاء مقدار اربعمائیہ بیت وکسر

۲۶۔ **ومنہا** تحقیق ما ثبت بالسنۃ[1] من الاعمال فی ایام السنۃ اوردت فیہ الاحادیث

---

[1] یہ کتاب سنہ ۱۳۰۹ء میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ مولوی سبحان بخش نے اس کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ اس کے ساتھ بین السطور چھپا ہے۔

الواردة فیہا جاء فیہ من الاعمال فی الایام والاشہر ولیالیہا مثل الصلوٰۃ والصیام فی یوم عاشورا ولیلۃ النصف من شعبان وغیر ذٰلک من الزمان صحاحاً وحساناً وضعافاً وموضوعات نحو امن الفی بیت او اکثر قریب من ثلثۃ

۲۷ ومنہا التعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی[1] علی ربع الجزء الاول نحو امن عشرۃ الاف ونسال اللّٰہ التوفیق بان یضاف علیہ ما شاء اللّٰہ من غیر تکلف واعتساف

۲۸ ومنہا ہدایۃ الناسک الی طریق المناسک رسالہ الیست مضبوط منقح کہ زبدہ مناسک حج وآداب زیارت بجہت سالکان این راہ وقاصدان این درگاہ ذکر کردہ شدہ نزدیک بدہ ہزار بیت

۲۹ ومنہا رسالہ نوریہ سلطانیہ دربیان قواعد سلطنت واحکام وارکان واسباب وآلات تحصیل آں واوضاع وآداب ایں امر عظیم الشان قرین باسم سامی سلطان الوقت وملک الزمان خلد اللّٰہ فی مراضیہ ملکہ وسلطانہ واعلا امرہ وشانہ نزدیک بہ ہزار بیت

۳۰ ومنہا آداب الصالحین منتخب از ربع العادات از کتاب احیاء العلوم[2] الدین دربیان آداب اکل وشرب ومنام ومعاشرت ومصاحبت باصناف انام از ازواج واولاد واصحاب وخدام مقدار سہ ہزار وپانصد بیت

۳۱ ومنہا مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین درجمع میان شریعت و حقیقت وذکر بعضے از اوضاع وافعال مشایخ صوفیہ قدس اللّٰہ اسرارہم ومواخذہ فقہا برایشان وجواب وتوجیہ ازاں رسالہ الیست مفید ونافع درتحصیل اعتقاد صحیح وحق صریح خالی از خوش عبارتی وحسن بیان نیست مقدار ہزار وپانصد بیت

---

[1] تفسیر بیضاوی سے قاضی ناصرالدین ابوسعید عبداللہ بن عمر البیضاوی کی تفسیر انوارالتنزیل فی اسرارالتاویل مراد ہے۔

[2] احیاء العلوم۔ امام حجۃ الاسلام زین الدین ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ کی مشہور تصنیف ہے۔

۳۲ **ومنہا** تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان[1] در بیان عقاید اہل سنت وجماعت بایراد عبارت عربی عقاید وشرح آں بہ زبان فارسی باذکر فواید شریفہ ونکات لطیفہ وبط کلام در بعضے مسایل خصوصا مسئلہ خلافت قریب سہ ہزار بیت

۳۳ **ومنہا** تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف زہاء ثلثۃ آلاف بیت

۳۴ **ومنہا** توصیل المرید الی المراد ببیان احکام الاحزاب والاوراد در بیان علوم وقواعد متعلقہ باوراد وادعیہ واحزاب وتوفیق میان مذہب محدثین و مشایخ کہ در تصحیح وتضعیف بعضے اعمال دریں باب اختلاف دارند مشتمل بر سی وصل وایں رسالہ توطیہ وتمہید رسالہ دیگر است کہ در روی اوراد واحزاب کہ بہ اجازت مشایخ پیوستہ وبہ عمل کاتب حروف در آمدہ جمع کردہ شدہ ومجموع رسالتین مسمی است بایں اسم مقدار سہ ہزار بیت

۳۵ **ومنہا** تسلیۃ المصاب بنیل الاجر والثواب در بیان صبر بر مصائب و بلایا وتبنیہ بر وجود نعم خفایا وتحقیق معنی اجابت ومنع در دعا وسلوک طریق رضا وتسلیم در ورود احکام ارادیہ قہریہ وہاب کریم وتادب آلہی بترک طلب وسوال باختلاف اوقات واحوال مقدار ہزار بیت وکسری۔

۳۶ **ومنہا** شرح الصدور بہ تفسیر آیۃ النور ہزار بیت کسری

۳۷ **ومنہا** الدر الفرید فی بیان قواعد التجوید رسالہ مختصرہ مضبوطۃ مع شرحۃ بہذا النمط ممزوجا بالمتن نحوا من الالف وخمسمایۃ بیت

۳۸ **ومنہا** البناء المرفوع فی ترصیص مباحث الموضوع فیہ مباحث شریفہ منقولہ من شرح الشمسیہ وشرح المطالع وحواشیہا مع ایراد بعض نکات الشیخ بالفکر الغائر فی بیان کوامنہا وغوامضہا نحوا من الف بیت وکسر

---

[1] یہ کتاب دہلی اور لکھنؤ میں کئی بار چھپی ہے۔

۳۹ **ومنہا** الدرة البہیة فی اختصار الرسالة الشمسیہ وقع فی مجلس واحد یسیر شاملہ یجمع ما فیہا من مسایل المنطق اختصاراً لطفاً عجیباً فی صفحہ واحدۃ وواسطہ معدودۃ

۴۰ **ومنہا** شرح شمسیة[1] قد وقع علی طریق البسط والتحقیق الی قولہ یجب تقدیم مباحث الموصل الی التصور علی مباحث الموصل الی التصدیق نحوا من الفی بیت وکسر

۴۱ **ومنہا** حاشیة الفوائد الضیائیة[2] الاتباع الہوی الصبائیة من الاول الی وجہ حصر الکلمة فی الاقسام ومن بحث الفعل الی آخر الکتاب بعون الملک العلام القریب فیہ الذب عن المخدوم المکین الامین فی اعتراضات مولانا واستاذنا عصام الدین وان کان وقع فیہا شیٔ من التکلف فی الکلام علی ما تقیضہ شریطہ الالتزام نحوا من ثمانیہ الآف بیت

۴۲ **ومنہا** الافکار الصافیة فی ترجمہ کتاب الکافیہ[3] در صغر سن در ابتدائے حال طالب علمی بہ تقریب کسی نسبت معنوی و رابطہ قوی داشت تا آخر منصوبات تسوید نمودہ شد و تا بحث مرفوعات بہ بیاض رسید و عمر کاتب حروف در آں وقت پانزدہ یا شانزدہ سال بود مشتمل بر سخنان بسیار مقدار ہشت ہزار بیت و کسری

۴۳ **ومنہا** نظم آداب المطالعة والمناظرة لمن طالع الکتاب و ناظرہ رسالہ منظومہ مثنوی است در آداب بحث و مطالعہ خالی از لطفی و سلاستی نیست در ایام تحصیل نوشتہ شد ہفت صد بیت و کسری۔

۴۴ **ومنہا** نکات العشق والمحبتہ فی تطییب قلوب الاحبتہ در نکات و حکایات محبت و عشق بازی مجازی کہ در زمان کودکی و بازی واقع شدہ بود نزدیک بہ دو ہزار بیت و پانصد۔

---

[1] شمسیہ علم منطق کا مشہور متداول متن ہے اور اسے نجم الدین عمر بن علی القزوینی شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی نے لکھا ہے

[2] فوائد الضیائیہ۔ کافیہ ابن حاجب کی شرح ہے اور مولانا نور الدین عبدالرحمٰن الجامی المتوفی سنہ نے اسی سنہ میں تصنیف کیا ہے۔

[3] کافیہ نحو کا مشہور متن جو شیخ جمال الدین ابن حاجب المتوفی سنہ کی تصنیف ہے۔

۴۵ **ومنها** نکات الحق الحقیقة[1] من باب معارف الطریقه مقدار سه هزار بیت

۴۶ **ومنها** صحیفة المودة مثنوی که در مراسلت و مکاتبت به برادر عزیز ویاران و دوستان واحباب واصحاب ارباب تمیز نوشته شده بود شهر آشوب عالم محبت است خالی از سلاستی و ملاستی نیست وکسی که مطلع باشد بر احوال جماعه مکتوب الیهم داند که درضمن بیان معانی انچه نکتها وظرافت بهار عایت کرده شده است چند صد بیت۔

۴۷۔ **ومنها** انتخاب المثنوی للمولوی المعنوی دو هزار وسی صد بیت وپیش از شروع وران بیتی چند نوشته شده که از رشحات خامه کاتب حروف ست وصفحه چند از نثر نیز نگاشته آمد۔

۴۸۔ **ومنها** حسن الاشعار فی جمع الاشعار چند غزل وقصائد وقطعها ورباعیات که به جهت شرم وحیا ستر واخفاء آں لازم است نامرتب، در بیاضها افتاده بود وبه نسبت بےحیای که لازمه طریقهٔ شاعریست نوشته شده ودر دیباچه رساله جزوی از نثر در عذر کم گوئی شعر که متضمن به معنے قباحت فهمی ست ذکر کرده شده است۔

۴۹ **ومنها** ارسال المکاتیب والرسائل الیٰ ارباب الکمال والفضائل وعدد رسائل قریب به هفتاد رسیده ومن الله المزید مقدار هشت هزار بیت

الرسالة الاولیٰ۔ سلوک طریق الفلاح عند فقد التربیة بالاصطلاح

الرسالة الثانیه۔ ذکر اصول طریقة الکشف الحقیقه

الرسالة الثالثه۔ تعیین الطریق لاهل الارادہ بالتزام وظائف الخیر والعبادہ

---

[1] نکات الحق یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی سید ظہور الحسین نے اردو میں ترجمہ کیا ہے جو لطائف الحق کے نام سے ۱۳۱۴ھ میں دہلی میں طبع ہوا ہے۔

[2] یہ مجموعہ مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوا ہے۔

الرسالة الرابعه - تنبیہ اہل العلوم والنہی بتفاوت حال الابتدائے والانتہا

الرسالة الخامسہ تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقر المجدی

الرسالة السادسہ - قرع الاسماع باختلاف اقوال المشایخ واحوالہم فی السماع

الرسالة السابعة - ورود الامداد بالاستقامة علی الاوراد

الرسالة الثامنہ - رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیہ من باب الاحوال

الرسالة التاسعة - ایراد العبارات الفصیحة فی شرح قول النبی علیہ السلام الدین النصیحة

الرسالة العاشرة - اقامة المراسم فی احوال المواسم

الرسالة الحادیة عشر تطریب الالحان بمناصحة الخلان

الرسالة الثانیة عشر اختیار الانفراد والتخلی لانتظار الکشف والتجلی

الرسالة الثالثة عشر تحصیل المطلوب بانتظار حضور المحبوب

الرسالة الرابعة عشر تذکیر اولی الاحلام بان لذات الدنیا کلہا آلام

الرسالة الخامسة عشر رفع صوت النحیب بالمام ضعف المشیب

الرسالة السادسہ عشر تقسیم الانام علی اربع اقسام

الرسالة السابعہ عشر تنبیہ الغافلین بفناء الدنیا وارباہا واغترار الجاہلین بزخارفہا وانسابہا

الرسالة الثامنة عشر سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل

الرسالة التاسعة عشر صدق التعطش والآوام فی طلب المقصد والمرام

الرسالة العشرون تثبیت القدم فی الاصطبار بترک صحبة الاضداد والاغیار

الرسالة الحادیہ والعشرون تجدید الذکر فی بیان حقیقت الشکر

الرسالة الثانیة والعشرون اتحاف الاحبہ ببیان حدیث المحبة

الرسالة الثالثة والعشرون حفظ الوقت بترک الاختلاط مع الاضداد والاخلاط

الرسالة الرابعة والعشرون التزام التمسک والالتجا بالوقوف بین الخوف والرجا

الرسالۃ الخامسۃ والعشرون کشف استار الظلم من وجہ لسان الحال والقلم
الرسالۃ السادسۃ والعشرون سلوک الطریق النجاج بالاجتناب عن الانحراف والاعوجاج
الرسالۃ السابعۃ والعشرون کشف الاستار عن تحقیق معنی الکسب والاختیار
الرسالۃ الثامنۃ والعشرون ترک الاختیار والتدبیر بالاکتفاء بتدبیر العلیم الخبیر
الرسالۃ التاسعۃ والعشرون تحقیق الباس عن قول ایمان الباس
الرسالۃ الثلثون وجود انضافی احدیۃ الذات بالغیبۃ من جمیع النسب والجہات
الرسالۃ الحادیۃ والثلثون ہدایۃ طریق التربیۃ والتعلیم بہ بیان حقیقۃ الرضا والتسلیم
الرسالۃ الثانیۃ والثلثون التعظیم الامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ
الرسالۃ الثالثۃ والثلثون مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار
الرسالۃ الرابعۃ والثلثون ہدایۃ الانام الی التمسک بالشرائع والاحکام
الرسالۃ الخامسۃ والثلثون تنبیہ اولی الارباب علی ملازمۃ الادعیۃ والاحزاب
الرسالۃ السادسۃ والثلثون استیناس انوار القبس فی شرح دعاء النس۔
الرسالۃ السابعۃ والثلثون تجلیۃ القلوب مقدس الملکوت بشرح دعاء القنوت
الرسالۃ الثامنۃ والثلثون تحصیل البرکات والطیبات بہ بیان معنی التحیات
الرسالۃ التاسعۃ والثلثون تثبیت الفواد بتصور عظمۃ رب العباد
الرسالۃ الاربعون کسل فی المواظبۃ والمداومۃ علی العمل
الرسالۃ الحادیۃ الاربعون تنویر القمر لیلۃ البدر فی تصویر معنی شرح الصدر
الرسالۃ الثانیۃ الاربعون تدقیق البیان فی ایجاب الشکر المزید واستلزامہ حصول المحبۃ والتوحید
الرسالۃ الثالثۃ الاربعون تحقیق الدعا والاستمداد بہ لسان القال والحال والاستعداد
الرسالۃ الرابعۃ والاربعون - فی لسان القلم بہ بیان معنی قولہم لاراحۃ

الاٰنی القدم العدم
الرسالۃ الخامسۃ والاربعون اظہار الحسرۃ والاستبعاد بہ تقصیر النفس فی اصلاح المبداء والمعاد
الرسالۃ السادسۃ والاربعون حرقۃ الجنان بہ تمنی الکشف والعیان
الرسالۃ السابعۃ والاربعون طیب المذاق بہ بیان الذوق فی مقام الاطلاق
الرسالۃ الثامنۃ والاربعون حراست الایمان من مکاید الشیطان
الرسالۃ التاسعۃ والاربعون توصیۃ الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب
الرسالۃ الخمسون تبنیہ اہل الفکر علی رعایۃ آداب الذکر
الرسالۃ الحادیۃ والخمسون تذکرۃ اہل الذکر بہ بیان فضیلۃ الذکر علی الفکر
الرسالۃ الثانیۃ والخمسون الاعتصام بہ حبل الصبر والثبات عند اجتماع اسباب للذات والشہوات
الرسالۃ الثالثۃ والخمسون لتسویۃ الاداني والاعالے بالخوف والسکوت فی حضرت اللالی
الرسالۃ الرابعۃ والخمسون تبصیر الاغنیا الفقر مرآۃ جمال الاغنیا
الرسالۃ الخامسۃ والخمسون اسقاط اعتبار الاجساد والاشباح عند ملاقاۃ القلوب والارواح
الرسالۃ السادسۃ والخمسون تحصیل الغنائم البرکات بہ تفسیر سورۃ والعادیات
الرسالۃ السابعۃ والخمسون ترجمۃ مکتوب النبی الاجل فی تعزیۃ ولد معاذ بن جبل
الرسالۃ الثامنۃ والخمسون ایراد العبارات بہ لسان اہل الاشارات
الرسالۃ التاسعۃ والخمسون طلاقۃ اللسان لشکایت حال الفراق والہجران
الرسالۃ الستون اظہار القلق والاضطراب فی حصول المطلوب بلا ارتیاب۔
الرسالۃ الحادیۃ الستون توصیۃ الاخوان بالصبر علی جفاء اہل الزمان۔
الرسالۃ الثانیۃ الستون طلب الغور فی ذکر باعث سفر لاہور۔
الرسالۃ الثالثۃ الستون سلوک الطریقۃ علی نہج المجاز قنطرۃ الحقیقۃ
الرسالۃ الرابعۃ الستون تسلیۃ السایل بہ بیان المسایل

الرسالۃ الخامسۃ الستون وجدان البرد باستشمام الورد
الرسالۃ السادسۃ الستون جمع کلمات العارفین من اہل الصدق والیقین
الرسالۃ السابعۃ الستون الرد علی الدعاء والباطلۃ التی صدرت لبعض النفوس الساطلہ
عدد ایں کتب ورسائل کہ بر صفحۂ بیان نگاشتہ آمد از سی متجاوز ست وشمار
ایں رسایل از شصت بالا گر اینہا را جدا جدا بشمارند و رسم دکان داری درمیان آرند
دالے کہ عدد آں بہ چند رسد و ہنوز سلسلۂ سخن دراز است و در فیض آلٰہی بازی کجا رسد
و بکجا رساند اگرچہ دریں ایام قوت طبیعت بشری در ذبول ست و علوم و وفور وے بذہول
دارد و شوق پرواز بعالم دیگر غالب و اجابت داعی حق را منتظر ست و اللہ اعلم تا آخر کار
چیست و اگر عدد ابیات بر روش کاتبان بشمارند میتواں گفت کہ از چہار صد ہزار بیت
بیشتر ست و از پانصد ہزار کمتر و اگر حساب را تمام از پردۂ اجمال و ابہام بر آرند چہار صد
وشصت ہزار بشمارند و چوں اطوار سخن متنوع و انواع علوم متعدد بود مجموعہ بسہ قسم انقسام
یافت و ہمی در حکم دفتری و جلدی اقسام وارتسام پذیرفت و اگر ایں ہمہ را یک صحیفہ
سازند و در یک جلد بشیرازہ بہ بندند بشک در نظر عرف و عادت از دائرہ مناسبت
وملائمت بدر افتد و برداشتن بار آں بر دست طبیعت گراں آید و چوں اطوار سخن متنوع
و انواع علم متعدد بود ترتیبی و تمیزی می بایست اعتبار کرد ازیں جہت تالیف و ترتیب
در سہ دفتر نہادہ شد کتب و رسایل عربی در ہر فن و ہر باب کہ باشد جدا جمع کردہ شد
و آنچہ بزبان فارسی بود دو قسم شد و تحقیق ایں تقسیم و تفصیل ایں اجمال در خطبۂ دفتر عربی
مبین شدہ است و مجموعہ اسامی کتب و رسایل از خرد و بزرگ کہ در آں دفتر مکتوب
ست چہل و ہشت چنانکہ در دوائر کہ بر پشت دفتر کشیدہ شدہ ارتسام یافتہ است و عدد
آنچہ دریں قسم ثانی مکتوب است ـ سیزدہ و آنچہ در دفتر ثالث ارتسام یافتہ چہار و
مجموع شصت و پنج عدد رسائل کہ اجزاء کتاب و رسال المکاتیب و الرسایل ارباب

الکمال والفضائل شصت وہفت، واگر آنہا را جدا جدا شمارند صد و سی و دو گردد و عدد ابیات معلوم شد کہ قریب بہ پانصد ہزار و اند ست اگر چیزی ازاں بہ مرتبۂ قبول یافت الحمد للہ واگر نہ ہمہ ہیچ مقصود رضائے حق و عطائے اوست۔ انی لا اضیع عمل عامل منکم بشارتی می بخشد و الا للہ الدین الخالص کمر می شکند و الایمان بین الخوف والرجا وما عندکم ینفد وما عند اللہ باق والعاقبۃ بالخیر انشاء اللہ الخلاق۔

تمام شد

اطراف الاسماء

فہرست مندرجات تذکرہ مصنفین دہلی

سلسلہ متون تاریخی

نمبر (۳)

تذکرۃ الملوک

تصنیف ملا رفیع الدین ابراہیم بن نور الدین توفیق شیرازی

بیجاپور کے سلاطین عادل شاہی اور ان کے معاصر شاہان ہندوستان و دکن
و ایران کی تاریخ - ابتدائے ظہور سلطنت بہمنیہ سے سنہ ۱۰۲۰ھ تک -

فہرست مضامین

قیمت دس روپیہ - پانچ جزء - جزء اول تیار ہے

سلسلہ متونِ تاریخی

نمبر (۴)

تاریخ سلطان محمد قطب شاہی

گولکنڈہ کے سلاطین قطب شاہیہ کی تاریخ جو سنہ ۱۰۲۶ھ میں سلطان محمد قطب شاہ کے حکم سے تصنیف ہوئی

فہرست مضامین

قیمت دس روپیہ - پانچ جزء - جزء اول تیار ہے

۹۲۸
ع ۱۲ ات م د
۵۸۲۶۰
عبدالحق محدث دہلوی۔
تذکرہ مصنفین دہلی۔
(ب ٹ)
Date
No.
Date
No.